Spot CMYK#Waheed

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... انسانی جان کے دشمنوں کا انجام..................مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن........ سورہ فاتحہ (چوتھی وآخری قسط)..................مفتی محمد رضوان ۹

درسِ حدیث .... مروّجہ تصاویر شریعت کی نظر میں..................مولانا محمد یونس ۱۶

مقالات ومضامین ، تزکیۂ نفس واصلاحِ معاشرہ :

نجومیوں کی دنیا۔آپ کا ہفتہ کیسے گزرے گا؟..................ابن غفران ۲۳

مصافحہ کے آداب (قسط ۱)..................مفتی محمد رضوان ۲۸

ٹیلی فون کا بھیدی..................// // ۳۰

انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام..................ابوجُویریہ ۳۲

صحابیٔ رسول حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ..................انیس احمد حنیف ۳۷

غیرضروری سفر سے پرہیز کیجئے..................ابوعفان ۴۲

صبر کرنے کا آسان طریقہ..................حافظ محمد ناصر ۴۳

مصیبت اور غم کا مُداوا..................مفتی منظور احمد ۴۵

پریشان کُن خیالات ووساوس اور اُن کا علاج (قسط ۱)..................مفتی محمد رضوان ۴۷

مکتوباتِ مسیح الامت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط ۴)..........ترتیب: مفتی محمد رضوان ۴۹

تعلیماتِ حکیم الامت (اصلاح العلماء والمدارس) طلبۂ کرام کی اصلاح اور تربیت سے غفلت..........// // ۵۱

علم کے مینار..... امام بخاری کی فقاہت..................مولانا عبدالسلام ۵۳

تذکرۂ اولیاء: .. تابعین کے سردار حسن بصری رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)......مولوی طارق محمود ۵۶

پیارے بچوإ .... بچّو! پانی میں ڈوب کر مرنے سے بچو..................ابوریحان ۵۹

بزمِ خواتین .... گھر کے دروازے بند رکھئے..................ابوسلمہ ۶۳

آپ کے دینی مسائل کا حل..... قسطوں کا کاروبار اور شیئرز کی خرید وفروخت..................دارالافتاء ۶۶

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... مفید معلومات، احکامات وتجزیات..................م۔ر۔ن ۶۹

حیرت کدہ .... مصائبِ دنیا، قحط، زلزلے اور وبائیں ....مولانا محمد امجد ۷۱

طب وصحت ...... ہائی بلڈ پریشر (High Blood Pressure)......حکیم محمد فیضان ۷۶

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..................مولانا محمد امجد ۷۹

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..................مولوی طارق محمود ۸۱

Offering Salah with Shoes On.......... انتخاب: احکامِ میت، انگریزی ۸۴

اداریہ

مفتی محمد رضوان

انسانی جان کے دشمنوں کا انجام

یارب آپس میں ہمارے میل دے ساتھ الفت کے رہیں ہم سب ملے
صلح کی توفیق یارب دے ہمیں اور سلامتی کے دکھا رستے ہمیں
مالک و حاکم ہے تو ہر کام کا تیرے ہی ہاتھوں ہے سب کا فیصلہ
تو ہی ناچاروں کی سنتا ہے دعا بے کسوں کو ہے ترا ہی آسرا
جو کوئی ہم پہ کرے ظلم اے خدا ہو وہی اس کی سزا میں مبتلا
ہو وبال اس کا اسی پر اے اللہ ہم نہ ہوں ناحق کسی سے کینہ خواہ
دب گیا میں اے خدا وندِ انام لے تو میرے دشمنوں سے انتقام

روزمرہ ایسی خبریں سننے کوملتی ہیں جن میں انسانوں کے انسانوں ہی کوقتل کرنے کے المناک مناظر موجود ہوتے ہیں، آج انسانوں نے انسانوں کے قتل کواپنا اصلی ہدف اور ٹارگٹ بنالیا ہے، جس کی وجہ سے انسانی جان کا قتل گُڑیوں کا کھیل اور تماشہ بن کر رہ گیا ہے، انسانی جان کی قدر و قیمت خود انسان کے نزدیک ایک مولی گاجر سے بھی کم ہوگئی ہے، ذرا ذرا سی بات پر اور مال کے لالچ کی خاطر دوسرے کوقتل کر دینا، اس کی جان سے کھیل جانا، دوسرے انسان کے معصوم بچوں کو یتیم کر دینا، اُن کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ دینا، کسی کی سہاگن (بیوی) کو بیوہ کر دینا، اُس کے سہاگ کو لُوٹ لینا، عزیزوں اور رشتہ داروں کے دلوں پر رنج وغم کے نشتر چلا دینا، بے سہارا بوڑھے والدین کے سہارے کو چھین لینا، دوسرے کے کاروباری نظام کو یکدم درہم برہم کر دینا اور تمام کاروبارِ زندگی کو مفلوج کر دینا صرف چند ٹکے کی گولیوں کا کام بن کر رہ گیا ہے۔

وہ گولی جو انسانیت کے دشمنوں کے لئے ایجاد ہوئی اور جانوروں کا شکار کرنے کے لئے تیار کی گئی تھی وہ آج خود بے قصور اور معصوم انسانوں ہی کا خون بہا رہی ہے۔

ان انسانیت سوز بگڑے ہوئے حالات میں شیر، چیتے اور بھیڑیئے جیسے جانور بھی آج انسانیت کا منہ چڑا رہے ہیں اور بزبانِ حال کہہ رہے ہیں کہ بے شک ہم چیرنے پھاڑنے والی مخلوق ضرور ہیں اور ہم یہ

Idara Ghufran

کام کرتے ضرور ہیں، لیکن ہم بے زبان ہونے کے باوجود یہ کام دوسری جنس اور دوسری قوم کے خلاف کرتے ہیں، شیر، شیر کو، بھیڑیا، بھیڑیئے کو نہیں مارتا، اور اے اشرف المخلوقات انسانو! تمہیں کیا ہو گیا تم عقل رکھتے ہو سمجھ رکھتے ہو، اللہ اور خالق پر یقین رکھتے ہو مگر ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہو؟ ایک دوسرے کا شکار کر رہے ہو؟ تم تو اس حرکت میں ہم سے بھی آگے بڑھ گئے ہو؟ انسان اپنی پیاس پانی کے بجائے انسانیت کے خون سے بجھانے کی کوشش کر رہا ہے، جانوروں کو شکار کرنے کے بجائے انسان کو شکار کر رہا ہے۔

مگر اسی کے ساتھ ساتھ ان ظالموں اور قاتلوں کی عجیب اور نرالی منطق ہے کہ وہ اپنے پاؤں میں ایک کانٹا چبھنے کی تکلیف برداشت نہیں کرتے، مگر دوسرے کے دل میں بارودی اور فولادی گولیوں کے ہتھوڑے برسا رہے ہیں، وہ اپنی زندگی سے محبت کرتے ہیں اور دنیا میں لمبی اور طویل زندگی کے خواہاں ہیں مگر دوسرے انسان کی زندگی کے ایک منٹ اور ایک لمحہ سے محبت نہیں کرتے اور اسے جلد از جلد دنیا سے رخصت کرنا چاہتے ہیں، وہ اپنی معصوم اولاد کو روتا بلکتا ہوا دنیا میں چھوڑ کر جانا برداشت نہیں کرتے، مگر دوسرے کی اولاد کو روتا بلکتا ہوا چھوڑ دینا ٹھنڈے دل سے برداشت کر لیتے ہیں، وہ اپنی بیوی کے بیوہ ہونے کو گوارا نہیں کرتے مگر دوسرے غریب کی بیوی کے لئے گوارا کر رہے ہیں، وہ اپنی میت پر رشتہ داروں اور عزیزوں کے رونے سے وحشت کھاتے ہیں، لیکن دوسرے انسان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کے رونے اور چلانے سے نہیں کھا رہے، وہ اپنے بوڑھے اور ضعیف والدین کو بے سہارا چھوڑ کر جانے کو عیب سمجھتے ہیں لیکن دوسرے انسان کے بے قصور والدین کی بیساکھیوں کے چھن جانے کو عیب نہیں سمجھ رہے، وہ اپنے کاروبار اور دنیوی اسباب کے اُجڑ جانے کو روا نہیں سمجھتے مگر دوسرے کے کاروباری نظام کے معطل ہونے کو روا سمجھ رہے ہیں، وہ اپنی ایک خواہش کی تکمیل کو دوسرے کی تمام خواہشیں ختم کرنے پر ترجیح دیتے ہیں، وہ قدرت کی زمین پر اپنے وجود کا زندہ رہنا دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ اہم سمجھ رہے ہیں، وہ زندہ رہنے کا اپنے آپ کو زیادہ مستحق سمجھتے ہیں، دوسرے کو نہیں سمجھتے، وہ دنیا کی نعمتوں کے استعمال کرنے کا دوسرے کے مقابلہ میں اپنے آپ کو زیادہ مستحق خیال کرتے ہیں، وہ خدائی تقسیم، اور خالق کے تخلیقی نظام پر راضی نہیں بلکہ معترض ہیں، انہیں دوسرے کو قدرت کا بخشا ہوا وجود ایک نظر نہیں بھاتا مگر اسی قادر و خالق کا اپنی ذات کو وجود بخشا تمام وجودوں سے زیادہ موزوں نظر آتا ہے، ان ظالموں کے حرص

وہوس کی یہ حالت ہے کہ وہ چند ٹکوں کی خاطر دوسرے انسان کو تڑپتا اور سسکتا ہوا دنیا سے رخصت ہو جانے کی سودے بازی کر لیتے ہیں۔

مگر ان ظالموں وقاتلوں کو یہ خبر نہیں کہ قدرت کی بے آواز لاٹھی لاکھوں، کروڑوں انسانوں کی گولیوں اور ایٹم بموں سے زیادہ طاقت رکھتی ہے۔

یہ ظالم وقاتل اس بات سے بے خبر ہیں کہ مظلوم اور مقتول کی دادرسی اور فریادرسی کو اگر کوئی مخلوق نہیں سن رہی تو اس کا خالق و مالک تو سن رہا اور معصوم و بے سہارا بچوں کی چیخ و پکار پر لبیک کہہ رہا ہے اور بوڑھے سفید بالوں والے والدین کی آہ و بکا کو سن رہا ہے، مظلوم بیوہ کی تاریک راتوں کو دیکھ رہا ہے، مظلوم کی بددعا کی یہ تاثیر ہے کہ وہ بغیر کسی حجاب کے براہ راست شرفِ قبولیت حاصل کرتی ہے، بھلا وہ اس بددعا سے کس طرح بچ سکے گا۔

ظالم اور قاتل انسان کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ قدرت کے یہاں دیر ہوتی ہے اندھیر نہیں ہوتی، قدرت کا یہ نظام اور دستور سب پر غالب اور حاوی ہے کہ انسان جو اس دنیا میں بوتا ہے وہی کاٹتا ہے، دوسرے کو قتل کر کے قاتل اپنے آنے والے راستہ میں کانٹے بو رہا ہے۔ ایک نہ ایک دن اس نے قادر وخالق کے سامنے عدل اور انصاف کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے اور مظلوم و مقتول پر ڈھائے جانے والے ایک ایک ظلم اور اس کی اور اس کی بیوی، بچوں، والدین، اور عزیزوں کی آہ و بکا کا جواب اور حساب دینا ہے۔

انسانیت کے ظالموں اور قاتلوں کو یہ بات معلوم نہیں کہ کل ان کے اور ان کے بیوی، بچوں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، آج دوسرے کا گھر اجاڑ رہے ہیں کل اپنا گھر بھی اجڑ سکتا ہے، وہ جس پر ظلم کر رہے ہیں اس کی بددعا کل آنے والے وقت میں ان کی اپنی تباہی و بربادی کا بھی سبب بن سکتی ہے وہ جس کی جان سے کھیل رہے ہیں کل آنے والا وقت ان کی جان کی ہلاکت و بربادی کو بھی دعوت دے سکتا ہے۔

جو درندہ خصلت انسان ہاتھوں میں ہتھیار آ جانے کے بعد اپنے آپ کو دوسرے انسانوں کی زندگی کا مالک ومختار سمجھنے لگتے ہیں وہ یہ نہ بھولیں کہ اس دنیا میں کوئی ہمیشہ زندہ نہیں رہا، اور ایک نہ ایک دن دنیا سے رخصت ہونا ہی پڑا بلکہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انسانی جان کے دشمن اور قاتل فرعونوں کا انجام بہت برا اور عبرتناک ہوا ہے اور ان کی موت اتنی بری طرح آئی ہے کہ دنیا نے بھی ان کی عبرتناک حالت کا تماشا

دیکھا ہے۔

ظلم، بربریت اور انسانوں کے بے جا قتل کا ہولناک انجام کثرت سے دنیا ہی میں دکھا دیا جاتا ہے اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کے وبال کے بارے میں آخرت کا عذاب جو کہ دراصل حقیقی انجام ہے، اس کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدًا فِیْھَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّلَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا" (سورہ نساء آیت ۹۳)

"جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے، تو اس کی (اصل) سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس پر اللہ کا غضب ہے، اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے"

مؤمن کے قتل کی اصل سزا تو یہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے فضل فرمادیں تو علیحدہ بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں اور (بیت اللہ سے خطاب کرتے ہوئے) یہ فرمارہے ہیں کہ "تو کتنا پاکیزہ ہے، اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ! تو کتنا عظیم ہے، اور تیری عظمت وحرمت کتنی عظیم! (مگر) میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! ایک مؤمن کی عظمت وحرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً تیری عظمت وحرمت سے بھی زیادہ عظیم ہے، اس کا مال بھی اور اس کا خون بھی (سنن ابن ماجہ ص۲۸۲ ابواب الفتن)

معلوم ہوا کہ کسی ایک مسلمان کی جان ومال پر حملہ آور ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیت اللہ شریف پر حملہ آور ہونے سے بھی زیادہ سنگین گناہ ہے اور کسی ایک بے گناہ کے خون میں ہاتھ رنگنے کا وبال (معاذ اللہ) بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے سے بھی زیادہ ہے۔

اگر کوئی بدنیت اور بدبخت بیت اللہ شریف کی طرف کوئی بری نگاہ اٹھا کر دیکھے یا بیت اللہ کی عظمت وحرمت کے خلاف کوئی اقدام کرنا چاہے تو دنیا کا کوئی فوجی یا سول مسلمان اس بات کو برداشت نہیں کرسکے گا، لیکن مسلمان اور اس سے بڑھ کر اہل علم حضرات (جو انبیاء کے وارث ہیں) پر رات دن نشتر چلائے جارہے اور گولیاں برسائی جارہی ہیں اور یہ کام کرنے والوں میں بے شمار بدنصیب نام نہاد سول اور غیر سول مسلمان

مال وزر وغیرہ کی خاطر شریک ہیں، اس کی طرف سے ذرا برابر دل بے چین نہیں، کیا ایمان واسلام کا حقیقی تقاضا یہی ہے؟ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھ لیں۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ پوری دنیا کا ختم ہوجانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان آدمی کے قتل کے مقابلہ میں معمولی چیز ہے (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۳۰۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر (بالفرض) تمام آسمان اور زمین والے کسی مؤمن کے خون میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ کرکے دوزخ میں داخل فرمادیں گے (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۰۰)

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرمادیں گے مگر جو شخص مشرک ہونے کی حالت میں مرگیا اور جس نے کسی مؤمن کو قتل کردیا، ان کی مغفرت نہیں ہے (ابوداؤد، نسائی مشکوٰۃ ص ۳۰۱)

حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ ''میرے بعد کافر مت ہوجانا کہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے کی گردن مارو'' (بخاری)

حضور ﷺ نے مسلمان کے قتل سے بچنے کا اہتمام فرمانے کے لئے یہاں تک فرمادیا کہ ''تم میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ بھی نہ کرے کیونکہ اسے یہ بات معلوم نہیں کہ ہوسکتا ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار چھڑادے (جس سے دوسرا مسلمان قتل ہوجائے اور پھر اس کی وجہ سے) ہتھیار سے اشارہ کرنے والا دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے'' (بخاری)

شریعت نے انسانی محترم جان کی کیا قدر وقیمت رکھی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو جان سے مارنے کی دھمکی دے کر یہ کہے کہ شراب پیو، خنزیر کھالو، کلمۂ کفر زبان سے بولو، ورنہ تمہیں قتل کردونگا، تو جان بچانے کے لئے شراب اور خنزیر بلکہ کفریہ لفظ زبان سے ادا کرنا (جبکہ دل میں ایمان ہو) گناہ نہیں رہتا، اور جائز ہوجاتا ہے اور اگر کوئی شخص دوسرے شخص کو جان سے مارنے کی دھمکی دے کر یہ کہے کہ تم فلاں شخص کو قتل کردو، ورنہ میں تمہیں قتل کردوں گا تو اس مجبوری کی حالت میں بھی اپنی جان بچانے کی خاطر تیسرے بندے کو قتل کرنے کی اجازت نہیں، اگرچہ اپنی جان ہی کیوں نہ چلی جائے، گویا کہ شریعت کا حکم یہ ہوا کہ ایسی مجبوری کی صورت میں اپنی جان دینی پڑے تو دے دو، لیکن کسی بے گناہ کی جان نہ لو۔

غور فرمایئے ! جس حالت میں شراب پینا جائز، خنزیر کھانا جائز، اور کلمہ کفر کہنا جائز ہوجاتا ہے مگر اس حالت میں بھی دوسرے کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں ہوتا۔

غصہ کی بھڑاس نکالنے، مال وزر حاصل کرنے، اپنی چار ٹکے کی ملازمت برقرار رکھنے، اپنی سیاسی وغیر سیاسی گدی کی حفاظت کرنے اور اپنی دکان چمکانے کی خاطر کسی مسلمان کو قتل کرنے والے ابھی سے سوچ لیں کہ آخر ایک نہ ایک دن مرنے کے بعد انہوں نے اللہ رب العالمین کی عدالت میں مقتول ومظلوم کا ضرور سامنا کرنا ہے، اور آخرت کے عذاب سے دوچار ہونا ہے وہ عذاب دنیا کے فائدے، مال ودولت، ملازمت اور عہدے کے مقابلے میں بہت المناک اور کربناک ہوگا اور دوسرے کو قتل کرکے جتنی تکلیف اور نقصان دوسرے کو پہنچایا اس سے کئی گنا زیادہ نقصان اور تکلیف کا خود سامنا کرنا پڑے گا اور اس وقت اچھی طرح سمجھ آجائے گا کہ اصل نفع کس نے اٹھایا اور خسارے کا کس نے سامنا کیا؟

فاعتبروا یااولی الابصار۔ فقط۔۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ

اولاد حاصل ہونے کا عمل

جس کسی کے کوشش کے باوجود اولاد نہ ہورہی ہو، اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کے بعد دل کی توجہ اور اخلاص ویقین کے ساتھ تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اولاد حاصل ہوگی، یہ دعا دراصل حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمائی تھی، اور اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد کی نعمت سے نوزا تھا، وہ دعا یہ ہے:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُالْوَارِثِیْنَ (سورہ الانبیاء آیت ۸۹) (اعمال قرآنی بتغیر حصہ اول ص ۱۳)

اولاد کے نیک اور فرمانبردار ہونے کا عمل

جس کی اولاد سرکش ونافرمان ہو، وہ اس دعا کو ہر نماز کے بعد توجہ کے ساتھ پڑھا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ اولاد فرمانبردار اور نیک صالح ہوجائے گی۔ دعا یہ ہے:

''اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ'' (الاحقاف آیت ۱۵)

دعا پڑھتے وقت ''ذُرِّیَّتِیْ'' کے لفظ پر اپنی اولاد کا تصور کیا کرے (اعمال قرآنی بتغیر حصہ اول ص ۱۸)

درسِ قرآن

مفتی محمد رضوان

☜ سورہ فاتحہ (چوتھی و آخری قسط)

سورہ فاتحہ سے متعلق چند اہم مسائل

☼ ......سورہ فاتحہ پڑھتے وقت اس کی ہر آیت پر وقف کرنا یعنی سانس توڑنا بہتر ہے (شامی)

☼ ......فرض نماز کی ابتدائی دو رکعتوں میں اور سنت و نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے (ایضاً)

☼ ......جس رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سورہ فاتحہ مکمل اور پوری پڑھنا واجب ہے، لہٰذا اگر سورہ فاتحہ کا کچھ حصہ بلکہ اس کا ایک حرف بھی بھولے سے چھوٹ گیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا (احسن الفتاویٰ ج۴ص۳۲)

☼ ......فرض نماز کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا صرف سنت و مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں، لہٰذا اگر فرض نماز کی تیسری یا چوتھی یا دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ پڑھنا بھول جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں (احسن الفتاویٰ ج۳ص۱۷)

☼ ......اگر فرض نماز کی پہلی یا دوسری رکعت میں، اور نوافل و سنتوں کی کسی بھی رکعت میں بھولے سے یکے بعد دیگرے دو مرتبہ سورہ فاتحہ یا اس کا اتنا حصہ دوبارہ پڑھ لیا کہ دوبارہ پڑھے ہوئے حروفوں کی مقدار تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنے کے برابر ہوگئی، یعنی کل بیالیس حروف، یا اس سے زیادہ، تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے، حساب لگانے سے معلوم ہوا کہ بیالیس حروف سورہ فاتحہ کے شروع سے مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کی ''یا'' تک ہوتے ہیں، لہٰذا شروع کا حصہ اگر یہاں تک یا اس سے زیادہ بھولے سے دوبارہ پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ البتہ اگر فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ایسی غلطی ہوگئی تو سجدہ سہو واجب نہیں (لان علة وجوب سجدة السهو التاخير فى السورة وليس السورة فى الركعة الثالثة والرابعة فى الفرائض، احسن الفتاویٰ ج۴ص۳۱)

☼ ......سورہ فاتحہ کیونکہ قرآن مجید کی سورت ہے اور قرآن مجید کی جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں

تلاوت کرنا جائز نہیں، اس لئے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنا حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں جائز نہیں، البتہ اگر کسی کی تلاوت وقرأت وغیرہ کی نیت نہ ہو بلکہ ذکر ودعاء کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے (شامی)

امام کی اقتداء میں قرأت کا حکم

☼ ......مقتدی کو امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں سورہ فاتحہ یا کوئی بھی سورت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں، لیکن آج کل کے بعض نئے نااہل مجتہدین کا دعویٰ یہ ہے کہ مقتدی پر سورہ فاتحہ پڑھنا ہر نماز میں ضروری ہے اور اس کے بغیر مقتدی کی نماز باطل ہے، اس لئے یہاں بقدر ضرورت اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے: اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاِذَاقُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْالَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع نمبر ۲۴ آیت نمبر ۲۰۴)

ترجمہ: اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چُپ رہو تا کہ تم پر رحم ہو۔

مفسرین کرام اور بے شمار محدثین وفقہائے کرام کے فیصلہ کے مطابق یہ آیت امام کے پیچھے مقتدی کو قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے (ملاحظہ ہو تفسیر ابن جریر ج۹ ص ۱۰۳، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۸، تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۱۵۰، تفسیر مظہری ج ۳ ص ۵۰۷، کتاب القرأت للامام البیہقی ص ۹۱، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۲۸، فتاویٰ کبریٰ ج ۲ ص ۱۶۸)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے فتاویٰ میں نہایت واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے۔

جمہور کا مسلک ہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب قرآن کریم پڑھا جائے تو تم اس کی طرف توجہ کرو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم ہو، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ سب لوگوں کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ اس آیت کا شان نزول نماز ہے (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۴۱۲)

اور سورہ فاتحہ کا قرآن ہونا سب کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے، لہٰذا اس آیت سے امام کے پیچھے مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ثابت ہوئی۔

اس آیت میں دو حکم دیئے گئے ہیں (۱) ایک یہ کہ قرآن مجید کو سنو (۲) دوسرے یہ کہ خاموش رہو۔

اور یہ دونوں حکم مستقل اور علیٰحدہ علیٰحدہ حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ جن نمازوں میں امام بلند آواز سے قرأت کرتا ہے، ان کے بارے میں ''فَاسْتَمِعُوْا'' یعنی قرآن مجید سنو کا حکم ہے اور قرآن مجید سننے کے لئے خاموش رہنا بھی لازمی چیز ہے، کیونکہ اگر کوئی شخص خود پڑھنے میں مشغول ہوجائے تو اس صورت میں قرآن مجید کے سننے کا حکم پورا نہیں ہوتا، لہٰذا مطلب یہ ہوا کہ جن نمازوں میں امام کی قرأت بلند آواز سے ہورہی ہو، ان میں قرأت کو سنو اور خاموش رہو اور جن نمازوں میں امام آہستہ آواز میں قرأت کرتا ہے، ان کے بارے میں ''اَنْصِتُوْا'' یعنی خاموش رہو اور کچھ نہ پڑھو کا حکم ہے، اس تفصیل سے واضح ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے جہری اور سری نمازوں میں خاموش رہنے کا حکم ہے اور امام کے پیچھے مقتدی کو کسی بھی نماز میں سورہ فاتحہ یا کوئی بھی قران مجید کی سورت پڑھنا منع ہے۔

اس آیت نے صراحت کے ساتھ امام اور مقتدی دونوں کے وظیفہ اور ذمہ داری کو بیان کردیا کہ امام کی ذمہ داری قرآن مجید پڑھنا اور مقتدی کی ذمہ داری خاموش رہنا اور آواز آرہی ہو تو اس کو توجہ کے ساتھ سننا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں سے کوئی ایک امام ہوجائے اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو (صحیح مسلم، مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تجھے امام کی قرأت کافی ہے چاہے وہ آہستہ آواز سے قرأت کرے یا اونچی آواز سے (دار قطنی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے امام کی قرأت اسی کی قرأت ہے (ابن ماجہ، مسند احمد، موطا امام محمد، کتاب الآثار)

یہ حدیث کئی سندوں سے مروی ہے اور سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔ اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ امام کی قرأت اس کے تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوجاتی ہے، اور مقتدیوں کو بطور خود تلاوت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، خواہ وہ تلاوت سورہ فاتحہ کی ہو یا کسی دوسری سورت کی (کیونکہ حدیث میں امام کی عام قرأت کو مقتدی کی قرأت قرار دیا گیا ہے، اور قرأت جس طرح دوسری سورتوں کی تلاوت کرنے کا نام ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کا بھی نام ہے) اس حدیث نے یہ بات واضح کردی کہ امام کی قرأت اس کے حق میں حقیقی اور اس کے مقتدیوں کے حق میں حکمی درجہ رکھتی ہے، گویا

کہ امام حقیقتاً قرأت کر رہا ہے اور مقتدی حکماً قرأت کر رہے ہیں، اور اس طرح امام اور مقتدی سارے قرأت کرنے والے ہیں اور کوئی بھی بغیر قرأت کے نماز نہیں پڑھ رہا۔ اور جس طرح قرآن مجید کی ایک سو تیرہ سورتیں امام کا پڑھنا سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اسی طرح سورہ فاتحہ پڑھنا بھی کافی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہوتی ہے سوائے اس نماز کے جو امام کے پیچھے پڑھی جائے (دارقطنی، کتاب القرأت للبیہقی)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کو اسی لئے (امام) بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے لہٰذا جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب امام قرأت کرے تو خاموش رہو (اس کو ترمذی کے علاوہ صحاح ستہ نے روایت کیا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں قرأت کیا کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو ڈانٹتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگوں نے (میرے پیچھے پڑھ کر) مجھ پر قرآن کریم کی قرأت خلط ملط کردی ہے (کہ میرے پیچھے تم نے بھی اپنی قرأت شروع کردی، جبکہ امام کی قرأت کے وقت مقتدیوں کو خاموش رہنے اور کچھ نہ پڑھنے کا حکم ہے اور مقتدیوں کے لئے امام کی قرأت کافی ہے) (طحاوی، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب القرأت)

اور امام کے پیچھے مقتدی کے جس طرح کسی اور سورت کے پڑھنے سے خلط ملط ہوتا ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے بھی خلط ملط ہوتا ہے، لہٰذا دونوں جگہ علت ایک ہی ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرمایا ہے کہ امام کے پیچھے نماز میں قرأت نہ کرنا تقریباً اسی (۸۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور ان میں بعض وہ صحابہ کرام بھی ہیں جو کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل نہیں، ان میں سے خاص خاص کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (۹) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۱۱) اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ وغیرہم

تابعین میں سے وہ حضرات جو کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل نہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ (۲) حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ (۳) حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ (۴) حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ (۵) حضرت اسود رحمہ اللہ (۶) حضرت علقمہ رحمہ اللہ (۷) حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (۸) اور سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

اور تبع تابعین میں سے وہ حضرات جو کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرأت کے قائل نہیں ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں

(۱) حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ (۲) حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (۳) حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ (۴) حضرت امام لیث بن سعد رحمہ اللہ (۵) حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ

خلاصہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے خواہ اونچی آواز میں قرأت ہونے والی نماز ہو یا آہستہ آواز میں، مقتدی کو سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت وغیرہ پڑھنا درست نہیں، جس کا ثبوت قرآنِ مجید، صحیح احادیث، صحابۂ کرام کے آثار اور جلیل القدر صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے عمل سے ثابت ہے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل مندرجہ ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) امام الکلام فی القرأۃ خلف الامام از مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (۲) الدلیل المحکم فی ترک القرأۃ للمؤتم از مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند (۳) توثیق الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام از مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (۴) ہدیۃ المعتدی فی قرأۃ المقتدی از مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ (۵) الدلیل القوی علی ترک القرأۃ للمقتدی از محدث احمد علی سہارنپوری رحمہ اللہ (۶) تنقیح الکلام فی القرأۃ خلف الامام از شیخ محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ (۷) فصل الخطاب فی مسئلۃ فاتحۃ الکتاب (عربی) از علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (۹) فاتحۃ الکلام فی القرأۃ خلف الامام (اردو) از مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (۱۰) احسن الکلام فی ترک القرأۃ خلف الامام (اردو) شیخ الحدیث مولانا ابوالزاھد محمد سرفراز خان صفدر صاحب مدظلہٗ (۱۱) حدیث اور اہل حدیث مولانا انوار خورشید صاحب (۱۲) اختلاف امت اور صراط مستقیم ج ۱ از مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ (۱۳) مجموعہ رسائل از مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی۔

جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا

جس طرح آجکل کے جدید مجتہدین کا اصل نماز میں امام کے پیچھے مقتدی کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے پر زور ہے، اسی طرح ان کو جنازہ کی نماز میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنے پر اصرار ہے، اور اس کے بغیر یہ لوگ جنازہ کی نماز کو غلط کہتے ہیں۔ اسی لئے جب کوئی جدید مجتہد جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے تو نماز کی طرح اس میں بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور بعض اوقات کوئی دوسری سورت بھی اس میں ملاتا ہے، اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے انہیں اپنے مقابلہ میں غلط قرار دیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں بھی ان لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ انہوں نے جنازہ کی نماز کو اس معاملہ میں اصل نماز کا درجہ دے دیا، ان سے پہلے اہلِ بدعت نے جنازہ کی نماز کو دعا کے مفہوم سے خارج کر کے جنازہ کی نماز کے بعد دوبارہ اجتماعی انداز میں دعاء کی بدعت شروع کی تھی، اس کے بعد جدید مجتہدین نے جنازہ کی نماز کو اصل نماز کا درجہ دے کر اس میں سورہ فاتحہ اور قرأت کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

حالانکہ نماز جنازہ دراصل میت کے لئے دعاء ہے، نہ کہ حقیقی نماز، یہی وجہ ہے کہ کسی زندہ انسان کو لٹا کر تو درکنا قبر کے سامنے بھی نماز پڑھنا منع ہے، لہٰذا میت کی چارپائی سامنے رکھ کر اس کے سامنے نماز پڑھنا کیسے جائز ہوسکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کو اصل نماز کا درجہ دینا غلط ہے۔

لہٰذا جنازہ کو جنازہ کے طریقے پر پڑھنا چاہیئے، کسی حدیث میں بھی حضور ﷺ نے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ یا کوئی اور قرآن مجید کی سورت پڑھنے کو ضروری قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس کے بغیر جنازہ کی نماز کو غلط قرار دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگردِ خاص حضرت نافع فرماتے ہیں:

اِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ لَايَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ (مؤطا امام مالک ص ۱۷۹)

کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی نماز میں قرآن نہیں پڑھتے تھے

جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قرآن اور سورہ فاتحہ پڑھے بغیر جنازہ کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، تو اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ کی نماز صحیح نہیں ہوتی، بالکل غلط ہے، کیا نعوذ باللہ تعالیٰ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازہ کی نماز غلط پڑھا کرتے تھے؟

حضرت امام مالک اپنے زمانے میں پورے مدینہ منورہ شہر کی نماز جنازہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

قِرَأةُ الْفَاتِحَةِ لَيْسَ مَعْمُوْلاً بِهَا فِيْ بَلَدِنَا فِيْ صَلاةِ الْجَنَازَةِ (عمدة القاری شرح صحيح البخاری)

''جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ہمارے پورے شہر (مدینہ منورہ) میں کسی کا معمول نہیں''

ملاحظہ فرمایئے کہ پورے مدینہ منورہ والوں کی جنازہ کی نماز تو سورہ فاتحہ کے بغیر ہوجاتی ہو اور آج سورہ فاتحہ کے بغیر جنازہ کی نماز کو باطل کہا جائے، یہ کتنی بڑی جسارت ہے، اس کے علاوہ بے شمار صحابۂ کرام، تابعین عظام وغیرہ سے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنا بلکہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے انکار ثابت ہے، البتہ بعض حضرات نے بطورِ دعا کے سورہ فاتحہ پڑھی ہے نہ کہ بطورِ تلاوت کے اور آج کل کے جدید مجتہدین بطورِ تلاوت وقرأت کے سورہ فاتحہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں (تفصیلی دلائل کے لئے ملاحظہ ہو'' کیا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا سنت ہے؟ مؤلفہ: محمد ولی درویش صاحب، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی)

سبھی پر مہرباں رہیے

محبت کیجئے سب سے سبھی پر مہرباں رہیے
کسی کی زندگی بنیئے، کسی کی روح وجاں رہیے

دلوں میں کرب ہے چہروں سے پڑھیئے داستانِ غم
دکھوں کی دھوپ ہے لوگوں پہ بن کے سائباں رہیے

کسی بھی بے سہارا کا سہارا بن کے رہ لیجئے
کسی کی مسکراہٹ کے لیئے روحِ رواں رہیے

جو ممکن ہو تو چن لیجیئے کسی کی راہ کے کانٹے
جسے پا کر ملے سب کو سکوں وہ آشیاں رہیے

گلوں سے سیکھ لیجیئے سب کو مہکانے کا فن یارو
کہ نفرت پا کے بھی خود پُر محبت میزباں رہیے

یہ سچ ہے بدگمانی خُو بُری ہے اِس سے بچنا ہے
مگر اس نفسِ امّارہ سے ہر دم بدگماں رہیے

سکونِ دِل ملا کرتا ہے یادِ رَبِّ عالم سے
جو ممکن ہو تو ہر دم ذکر میں رطبُ اللّساں رہیے

(انیس احمد حنیف)

درسِ حدیث مولانا محمد یونس

احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

□ مروّجہ تصاویر شریعت کی نظر میں

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین، صحیح مسلم باب تحریم تصویر صورة الحیوان)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جن لوگوں کو قیامت کے دن شدید ترین عذاب ہوگا ان میں مصور بھی داخل ہیں (بخاری، مسلم)

تشریح: ......جو انسان بھی دنیا میں آیا ہے اس نے ایک دن یہاں سے جانا ضرور ہے اور جانا بھی ایک ایسے عالم میں ہے جس کے حالات کا علم صرف پیغمبر کے فرمانے اور بتلانے سے ہوسکتا ہے، اس لئے عقل وایمان کا تقاضا یہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے جن اعمال کے کرنے پر اگلے جہان میں عذاب ہونے کی وعید سنائی ہے، ان سے پورے اہتمام کے ساتھ بچنے کی بھرپور کوشش آخری سانس تک جاری رکھی جائے، انہی بُرے اعمال میں سے ایک عمل تصویر سازی کا ہے، جس کے کرنے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی وعید سنائی ہے، لیکن اس کے باوجود کچھ بدنصیب لوگ طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے اس عمل کو گناہ ماننے کے لئے تیار نہیں، بلکہ دھڑلے سے اس گناہ کو کرتے ہیں۔

آج ہمارے معاشرے میں جاندار اور خصوصاً انسانوں کی تصاویر بہت زیادہ عام ہوچکی ہیں، کتاب ہو یا کاپی، اخبار ہو یا رسالہ، گھریلو استعمال کی کوئی چیز ہو، یا بچوں کا کھلونا تقریباً ہر چیز پر کوئی نہ کوئی تصویر بنی ہوئی ہے، اسی طرح ہماری معاشرتی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا موقع ہو جہاں تصویر سازی نہ ہوتی ہو، ورنہ شادی کی تقریب ہو یا کسی کے فوت ہونے کا موقع، بارات کی روانگی ہو یا جنازہ کی چارپائی اٹھانے کا وقت بچوں کی سالگرہ ہو یا سیر وتفریح، یہاں تک کہ حج جیسی اہم عبادت کی ادائیگی کے لئے جارہے ہوں، جو دینِ اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے اور جس کی ادائیگی میں کئی مقدس مقامات کی حاضری ضروری ہے وہاں پر بھی بعض لوگ یادگار کے طور پر تصویریں کھینچواتے ہیں، حالانکہ مقدس مقامات پر موجود ہوتے

ہوئے اور ایک عظیم عبادت ادا کرتے ہوئے حرام کام کرنے سے گناہ کی شدت میں اضافہ ہونے کے ساتھ ساتھ زمین کے مقدس ٹکڑے اس برے عمل پر گواہ بھی بن جاتے ہیں، یا حج سے واپسی ہورہی ہوتو ائیر پورٹ اور گھر آمد وغیرہ کے مواقع پر بھی یہ گناہ کیا جاتا ہے، یا کسی اہم دینی تقریب کا موقع ہو مثلاً جلسۂ قرأت یا محفلِ نعت کا موقعہ ہو تو عین تلاوتِ قرآن اور نعتِ رسول مقبول ﷺ پڑھتے ہوئے اللہ اور رسول کی نافرمانی والا یہ عمل کیا جاتا ہے، جو گناہ کی شدت کا سبب بن جاتا ہے، ایسے مواقع پر بعض لوگ یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم اپنی مرضی سے تصویر نہیں کھینچواتے بلکہ لوگ خود کھینچ لیتے ہیں، حالانکہ جس تقریب میں (خواہ وہ تقریب دینی ہی کیوں نہ ہو) گناہ میں مبتلا ہونے کا پہلے سے اندیشہ ہو تو اس تقریب میں شرکت کرنا ہی درست نہیں اور شرکت کے بعد گناہ ہونے لگے تو وہاں سے اٹھ آنے کا حکم ہے، اس لئے یہ تاویل عذرِ لنگ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ غرضیکہ زندگی کے ہر اہم کام کے موقع پر بے تحاشا تصویر سازی ہوتی ہے اور طرّہ یہ کہ بہت سارے لوگ نہ تصویر کھینچنے کو گناہ سمجھتے ہیں، نہ تصویر کھنچوانے کو بلکہ بہت سے مواقع پر تو تصویر ساز طوعاً وکرھاً چھوٹے، بڑے، مرد وعورت، محرم غیر محرم، دیندار، غیر دیندار کی تمیز کئے بغیر ہر ایک کی تصویر کھینچنے پر مُصِر و چوکس نظر آتے ہیں اور اگر کوئی اپنی تصویر کھینچنے سے منع کرے تو حقارت کے ساتھ اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اس کی تصویر خواہی نخواہی کھینچ لی جاتی ہے۔ تصویر کھینچنے، کھنچوانے اور سفر وغیرہ میں کیمرہ ساتھ رکھنے اور گلے کا ہار بنا کر پھرنے کو مسلمانوں کے ایک طبقہ نے فیشن بنالیا ہے۔ اپنے موجودہ معاشرے پر ایک نظر ڈال کر دوسری طرف شریعت کی روشنی میں تصویر سازی کے عمل کا جائزلیا جائے تو اس گناہ کی برائی بھی دوسرے عام گناہوں سے زیادہ شدید نظر آتی ہے، کثرت سے ایسی احادیث موجود ہیں جن میں جاندار چیز کی تصاویر کے ناجائز ہونے اور تصویر سازی کرنے کے ناجائز ہونے اور تصویر سازی کرنے والوں کے لئے سخت عذاب کی وعیدیں آئی ہیں، جن کی روشنی میں اسلامی معاشرہ میں تصویر سازی کے رواج کی قطعاً گنجائش نہیں، اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

(۱)...... ’’قیامت کے روز سب سے زیادہ سخت ترین عذاب تصویر سازوں کو ہوگا‘‘ (بخاری شریف، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ)

(۲)......ایک حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو عمل تخلیق (یعنی پیدا کرنے کے عمل) میں میرا مقابلہ کرنے لگا یہ لوگ ایک دانہ یا ایک ذرہ تو پیدا کرکے

Idara Ghufran

دکھائیں''(بخاری، باب نقض الصور)

(۳)......ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے ایک تصویر دار پردہ خریدا، آپ کی اس پر نظر پڑی تو آپ ﷺ دروازہ پر رک گئے، اندر تشریف نہ لائے، میں نے چہرۂ انور پر ناراضی کے آثار دیکھے تو عرض کیا، یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی جناب میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ تصویر دار پردہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ان تصویر والوں کو قیامت کے دن (سخت) عذاب ہوگا اور کہا جائے گا اپنی تصاویر والی مخلوق کو زندہ کر دکھاؤ اور فرمایا جس گھر میں تصاویر ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (بخاری باب من لم یدخل بیتا فیہ صورۃ)

(۴)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا قیامت کے دن سخت ترین عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو صفتِ تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں (بخاری شریف باب ماوطئی من التصاویر)

(۵)......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (تصویر کی حرمت کا حکم معلوم ہونے سے پہلے ایک مرتبہ) گھر پر تصویر دار پردہ لٹکایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے ہٹا دو اس کی تصویریں بار بار میری نماز میں مخل ہوتی ہیں (بخاری باب کراھیۃ الصلوٰۃ فی التصاویر)

(۶)......ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے ملاقات کا وعدہ کیا مگر حضرت جبریل وقت پر نہ آئے تو یہ بات آپ ﷺ پر گراں گزری، لیکن جب آپ ﷺ دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو جبریل علیہ السلام مل گئے آپ ﷺ نے ان سے اپنے رنج و زحمتِ انتظار کا شکوہ فرمایا، اس پر جبریل علیہ السلام نے فرمایا جس گھر میں کتا یا تصویر ہو ہم اس میں داخل نہیں ہوتے (آپ ﷺ کے دولت کدہ پر اس وقت یہ دونوں چیزیں موجود تھیں جن کا آپ کو علم نہ تھا) (بخاری)

نمبر (۲) اور نمبر (۳) حدیثوں میں تصویر سازی کے گناہ پر سخت وعید کے علاوہ اس کے ناجائز ہونے کی علت

اور وجہ بھی بتائی گئی ہے اور وہ یہ کہ تصویر سازی کے گناہ میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔اس لئے کسی جاندار کی تصویر کھینچنا جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

بے جان چیزوں کی تصاویر کا حکم

البتہ بے جان اشیاء مثلاً درخت، پہاڑ، دریا، زمین، آسمان، سورج، چاند، ستاروں اور دیگر مصنوعات وغیرہ کی تصویر بنانا جائز ہے، اگرچہ یوں تو پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، لیکن بے جان اشیاء میں ظاہری طور پر انسانی کوشش کا بھی دخل ہوتا ہے، وہ عمارتیں بناتا ہے، زراعت کرتا ہے، اس کی پرورش کے لئے آبیاری کرتا ہے، لیکن جاندار اشیاء کی تخلیق میں انسان کا کوئی ظاہری دخل بھی نہیں، رحم مادر میں حیوانات کی صورت گری اور اس میں روح پھونکنا ایسی چیز ہے جس میں انسان کی ظاہری کوشش کا کوئی دخل نہیں، اس لئے بے جان اشیاء کے برخلاف جاندار اشیاء میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق کے ساتھ مشابہت اتنی واضح ہے کہ حدیث میں تصویر سازی کی ممانعت کی علت اس کو قرار دیا گیا ہے۔

حدیث نمبر(۵) سے معلوم ہوا کہ تصاویر کی وجہ سے نماز وذکر اور تلاوت وغیرہ عبادات میں بھی خلل واقع ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی جاندار کی تصویر نمازی کے اوپر، سامنے، دائیں بائیں یا سجدہ والی جگہ ہو تو نماز مکروہ ہوتی ہے، بلکہ بعض حضرات نے ایسی نماز کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کا لوٹانا ضروری ہے، ہاں اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہے یا اس کو چھپا دیا ہے تو نماز مکروہ نہ ہوگی کیونکہ وہ نماز میں خلل کا باعث نہیں بنتی، لیکن گھر میں لٹکانا اس کا بھی ناجائز ہے اور فرشتوں کے داخل ہونے کے لئے وہ بھی رکاوٹ ہے۔

حدیث نمبر(۶) سے معلوم ہوا کہ جس گھر میں تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ جب رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہونگے تو گھر میں رحمت وبرکت نہیں ہوگی، گھر میں کیئے جانے والے نیک اعمال کی برکت بھی اس گناہ کی نحوست سے کم ہوجائے گی۔

یہ چند احادیث صرف بخاری شریف سے نقل کی گئی ہیں، جن سے جاندار چیزوں کی تصاویر کا حرام ہونا واضح طور پر معلوم ہوتا ہے ان کے علاوہ بے شمار احادیث سے تصاویر کا ناجائز ہونا معلوم ہوتا ہے۔

Idara Ghufran

جاندار چیزوں کی تصاویر کے بارے میں چند حیلوں کا جواب

تصویر سازی کے ناجائز ہونے پر جمہورامتِ مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے، کسی بھی اصل محدث یا فقیہہ میں اختلاف آج تک سامنے نہیں آیا۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ تصویر سادے انداز میں ہاتھ سے پتھر تراش کر بنائی جائے یا کسی اور طرح سے کیمرہ وغیرہ کی مدد سے بنائی جائے جو بھی قائم تصویر ہو وہ سب ایک ہی حکم رکھتی ہیں۔ اس لئے بلاسخت مجبوری کے تصویر سازی کے فعل کو حرام سمجھتے ہوئے اس سے بچنا لازم وضروری ہے۔ آج کل ایک سلسلہ لوگوں میں یہ چلا ہوا ہے کہ جس ناجائز یا حرام کام میں مبتلا ہوں اس کو گناہ ماننے کی بجائے مختلف حیلے بہانے کر کے اس کو ناجائز تسلیم کرنے سے انکار کیا جاتا ہے۔ تصویر سازی کے گناہ کے بارے میں بھی بعض لوگوں نے یہی طریقہ اپنا رکھا ہے کہ اس کو گناہ تسلیم کر کے اپنے آپ کو قصوروار سمجھنے کی بجائے اس کو جائز قرار دینے کے لئے الٹے سیدھے دلائل (جن کو حیلے بہانے کہنا زیادہ مناسب ہے) بیان کر کے چودہ سو سال کے مسلمہ فقہاء علماء کو کم فہم بتایا جارہا ہے، گویا وہ پوری طرح اس مسئلہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے اور آج کل کے پروفیسروں اور سکالروں نے اس گتھی کو سلجھایا ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تصویر کے بارے میں احادیث بہت تھوڑی ہیں اور وہ بھی ضعیف ہیں حالانکہ اوپر صحیح بخاری شریف (جس کے صحیح ہونے پر جمہورامت کا اتفاق ہے اور جس کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کہا جاتا ہے) کے حوالے سے چند احادیث ایسی بیان کی جاچکی ہیں، جن سے وضاحت کے ساتھ تصویر کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان احادیث کے علاوہ خود بخاری شریف میں اس موضوع کی اور احادیث بھی ہیں نیز بخاری شریف کے علاوہ کئی اور حدیث کی کتابوں میں صحیح سندوں کے ساتھ کثرت سے احادیث روایت کی گئی ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ تصاویر کے ناجائز ہونے پر احادیث کی کتابوں میں مستقل باب قائم کر کے ان کے ضمن میں مختلف سندوں کے ساتھ کئی احادیث ذکر کی گئی ہیں۔

جن سے تصویر کا ناجائز ہونا بالکل صریح اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ تصویر کے بارے میں احادیث تھوڑی ہیں یا ضعیف ہیں، بالکل غلط اور دین وعلم سے نابلد وناواقف ہونے پر مبنی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ابتداء میں اہلِ عرب چونکہ بت پرستی چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو رہے تھے اور اس زمانے میں تصویر بت پرستی کا ذریعہ بن سکتی تھی، اس لئے خاص اس موقع پر تصویر کو حرام قرار دیا گیا، تاکہ

نومسلم حضرات کے دوبارہ بت پرستی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ رہے، بعد میں جب توحید لوگوں کے دلوں راسخ ہوگئی، تو تصویر کی حرمت کی علت جاتی رہی اور علت کے جاتے رہنے سے حرمت کا حکم بھی ختم ہوگیا۔ لیکن یہ بات بھی کئی وجوہ سے قابل قبول نہیں اور غلط ہے، اولؔ تو اس لئے کہ قرآن، حدیث میں کسی جگہ تصویر حرام ہونے کی یہ علت نہیں بیان کی گئی، بلکہ اس کے برعکس تصویر حرام ہونے کی یہ علت بتائی گئی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ تخلیق میں مشابہت پائی جاتی ہے، دوسرےؔ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ علت مان بھی لی جائے تب بھی یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ''بت پرستی کا خطرہ'' دنیا سے ختم ہو چکا ہے، کیا اب بھی دنیا کی آبادی کا اکثر حصہ مختلف قسم کی بت پرستی میں مبتلا نہیں ہے؟ تیسرےؔ اس بات کا فیصلہ کون کرے گا کہ بت پرستی کا خطرہ حضور ﷺ کے زمانے میں تھا اور اب باقی ہے یا نہیں؟ بظاہر صحابہ کرام میں بت پرستی کا خطرہ اس دن ہی ختم ہوگیا تھا، جب آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست قائم فرمادی تھی اور خود غیر مسلموں کو اس بات کا اعتراف تھا، کہ جو شخص ایک مرتبہ کلمہ توحید پڑھ لیتا ہے وہ آگ میں کودنا گوارا کر لیتا ہے، لیکن واپس بت پرستی کی طرف لوٹنا گوارا نہیں کرتا، لہٰذا ایسے جان نثار صحابہ کرام سے زیادہ کس کے بارے میں بت پرستی سے نفرت وحفاظت کا اطمینان ہوسکتا ہے، اس کے باوجود آپ نے مرضِ وفات تک تصویروں کے استعمال کی اجازت نہیں دی، اب سوال یہ ہے کہ وہ مرحلہ کون سا ہے؟ جب پورے اطمینان کے ساتھ یہ کہا جاسکے کہ فلاں تاریخ سے چونکہ بت پرستی کا خطرہ ختم ہوگیا ہے، اس لئے یہ حکم بھی ختم ہوگیا اور آنحضرت ﷺ کے بعد وہ کون سی کسوٹی اور اتھارٹی ہے جو یہ فیصلہ کرسکے کہ اب بت پرستی کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا ہے، اس لئے یہ حکم اب باقی نہیں۔ لہٰذا ایسی مجمل اور مشتبہ چیز کو محض خیالی مفروضات کی بنیاد پر کسی شرعی حکم کی علت قرار دینا ممکن نہیں۔

بعض لوگ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ احادیث میں جن تصاویر سے منع کیا گیا ہے، ان سے وہ تصاویر مراد ہیں جو ہاتھ سے بنائی گئی ہوں، لہٰذا جو تصویر ہاتھ سے نہ بنائی جائے بلکہ کیمرے سے کھینچی جائے وہ حرام نہیں ہے لیکن یہ بات بھی کیمرے کی تصویر کو جائز قرار دینے کے لئے ناکافی ہے، اس لئے کہ احادیث میں تصویر سے مطلقاً (بغیر کسی تفصیل کے) منع کیا گیا ہے، جس سے ہر طرح کی تصویر کی ممانعت معلوم ہوتی ہے، خواہ قلم سے بنائی جائے یا کیمرے یا کسی اور آلے سے تیار کی جائے، نیز شریعت کا یہ اصول ہے کہ جو چیز اپنی ذات میں حرام ہو وہ فقط آلہ یا ذریعہ وغیرہ کے بدل جانے سے حلال نہیں ہوتی، بلکہ حرام ہی رہتی ہے مثلاً

Iqra Ghar

شراب حرام ہے خواہ اسے ہاتھ سے بنایا گیا ہو یا جدید مشینوں کے ذریعے تیار کیا گیا ہو، ہرصورت میں حرام ہے، اسی طرح مثلاً قتل کرنا حرام ہے، اب چاہے کوئی چھری سے قتل کرے یا ہاتھ سے گلا گھونٹ کر مار دے یا گولی سے مار دے بہرصورت ناجائز ہے۔ یہی معاملہ تصویر کا ہے کہ شریعت نے تصویر سے منع فرمایا ہے اب اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ تصویر برش سے بنائی گئی ہو یا کیمرہ کے ذریعہ کھینچی گئی ہو، لہٰذا اس بنیاد پر کہ یہ تصویر کیمرے سے بنائی گئی ہے اس کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ اگر کسی چیز پر شرعی تصویر کی تعریف ہی صادق نہ آتی ہو تو اس کا معاملہ جدا ہوگا، مگر کیمرے کی تصویر پر شرعی تصویر کی تعریف صادق آتی ہے، لہٰذا مروجہ کیمرے کی تصویر ناجائز ہے اور بلا مجبوری کے اس سے تصویر کھینچوانا گناہ ہے۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ وہ شادی کے موقع پر یادگار کے طور پر ریکارڈ رکھنے کے لئے تصاویر کھینچواتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مسلمان پر لازم ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کو اپنی تمام خواہشات وجذبات پر مقدم رکھے ورنہ اس کا ایمان واسلام ناقص رہے گا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی تمام خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں اور بعض لوگ اسی یادگار کو بہانہ بنا کر بزرگوں کی تصاویر کو فریم کرا کر بڑی عقیدت کے ساتھ گھروں میں سجا کر رکھتے ہیں اس میں علاوہ مذکورہ بالا خرابیوں کے ایک بڑا اندیشہ یہ ہے کہ ایسی تصاویر کے ساتھ غیر معمولی عقیدت شرک تک پہنچا سکتی ہے۔ گذشتہ امتوں میں بت پرستی کی ابتداء عموماً بزرگوں کی تصاویر وغیرہ ہی سے ہوئی ہے اس لئے ایسے انداز میں بزرگوں کی تصاویر رکھنا زیادہ سخت گناہ ہے۔

سبیل کا پانی کھڑے ہو کر پینا

بہت سے لوگوں میں مشہور ہے کہ راستہ کی سبیل کا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے اور اس پانی کو بیٹھ کر نہیں پینا چاہئے، مگر شریعت کی طرف سے سبیل اور غیر سبیل کے پانی پینے کا ایک ہی حکم ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ سبیل کا پانی عموماً راستہ میں ہوتا ہے اور وہاں بیٹھنے کی مناسب جگہ نہیں ہوتی اور زمین پر بھی کیچڑ وغیرہ ہوتا ہے، ایسی مجبوری کی صورت میں تو ظاہر ہے کہ کھڑے ہو کر ہی پانی پیا جائے گا، مگر یہ ایک مجبوری والی صورت ہے، لہٰذا اگر کہیں سبیل کا پانی بیٹھ کر پینے کا مناسب انتظام ہو تو وہاں بیٹھ کر ہی پانی پینا ثواب اور بلا عذر کھڑے ہو کر پینا سنت کے خلاف ہوگا۔

Idara Ghufran

مقالات و مضامین ابن غفران

نجومیوں کی دنیا۔ آپ کا ہفتہ کیسے گزرے گا؟

آج دنیا میں نجومیوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے، جگہ جگہ نجومی اپنی دوکان سجائے اور چمکائے اور زمینوں پر ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں، راستوں، گزرگاہوں پر نجومیوں کے بڑے بڑے اشتہارات آویزاں ہیں، دیواروں پر نجومیوں کی تشہیری تحریرات درج ہیں، اخبارات ورسائل میں نجومیوں کے مہنگے ترین اشتہارات بک ہیں، جن میں بلند و بالا دعوے لکھے ہوئے ہیں، اوران سے خدائی دعووں کا اظہار ہورہا ہے کسی پر لکھا ہوا ہے ''ستر سالہ نجومی بابا کے تجربے کی روشنی میں تقدیر کے فیصلے معلوم کیجئے'' کہیں لکھا ہوا ہے ''بنگال کے مشہور سائیں بابا نجومی سے قسمت روشن کیجئے''۔ کہیں لکھا ہوا ہے ''روشن مستقبل کی ضمانت نجومی بابا فلاں فلاں''

اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہاروں کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

''عامل نجومیوں، کالے وسفلی علم اور علمِ جفر کے بے تاج بادشاہ'' ''کالی طاقتوں کے مہاشکتی مان'' ''سنگدل محبوب آپ کے قدموں میں'' ''تعویز ہاتھ میں محبوب پیچھے پیچھے'' ''ایک رات کے عمل سے کامیابی'' ''آنکھوں دیکھی جنات حاضری'' ''ہمارا علم دنیا کے ہر کونے میں چلتا ہے، جہاں کسی کا علم نہیں چلتا'' ''مرادوں سے جھولیاں بھر جائیں گی'' ''ہر کام گارنٹی کے ساتھ'' ''اندھیری دنیا میں روشنی کا چراغ'' ''نوری علم کے کرشمے'' ''الو کے خونی تعویز زندگیاں بھی اور موت بھی'' ''زندہ طلسماتی جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' ''پرائز بانڈ، لاٹری ملکی وغیر ملکی نمبر حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں'' ''بین الاقوامی شہرت یافتہ آسٹرو پامسٹ'' ''عاملوں کے عامل، شہنشاہِ جنات'' وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کے اشتہارات دیکھ کر کمزور ایمان لوگوں کے منہ میں پانی آرہا ہے، دور دراز سے سفر کی تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کر کے لوگ جوق در جوق نجومیوں کے پاس پہنچ رہے ہیں، اوران سے اپنی قسمت اور تقدیر کے بارے میں مستقبل کے فیصلے معلوم کر کے اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں، اوراس کی خاطر بھاری بھرکم فیس ادا کر کے اپنے ایمان کی سودے بازی کر رہے ہیں۔

نجومیوں کے پاس آنے والوں میں کسی پر کاروبار کی الجھن سوار ہے اور کسی پر اولاد کی، کسی پر شادی بیاہ کی پریشانی سوار ہے تو کسی پر اولاد یا بیوی کے مطیع و فرمانبردار ہونے کی، کسی پر عشق و محبت میں کامیابی کا بھوت سوار ہے تو کسی پر ملازمت کا، کسی پر ملازمت ملنے کی فکر مسلط ہے تو کسی پر اپنے عہدہ کی ترقی کی، کسی پر سیاسی مقابلہ میں کامیابی کی دُھن سوار ہے تو کسی پر مقدمہ میں کامیابی کی، کوئی بیماری کا رونا لے کر آ رہا ہے تو کوئی غربت و افلاس کا۔

نجومی حضرات بڑی بڑی دوکانوں، یا پھر راستوں اور شاہراہوں پر ویسے ہی پردے لٹکائے بیٹھے ہیں، جنہوں نے اپنی انگلیوں میں کئی کئی قسم کے پتھروں اور نگینوں سے جڑی ہوئی موٹی موٹی انگوٹھیاں پہن رکھی ہیں، بدن پر لمبا چوغا زیبِ تن کر رکھا ہے، کسی کے گلے میں موٹے دانوں والی تسبیح کا ہار لٹکا ہوا ہے، سامنے مختلف قسم کے پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے، ساتھ میں پنجروں پر تربیت یافتہ پرندے خاص طور پر مینا، طوطا، باز وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں اور سامنے مختلف قسم کے لفافوں کا ذخیرہ بھی موجود ہے، یہ پرندے اپنی چونچوں اور پنجوں سے لفافے اٹھا کر لا رہے ہیں، اور پہلے سے سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق مختلف اشارے کر رہے اور مختلف قسم کی آوازیں نکال رہے ہیں۔

نجومی بابا آنے والے کو ہاتھ دکھانے کے لئے کہہ رہا ہے اور مخاطب ہاتھ کھول کر ہاتھوں کی لکیریں چیک کرا رہا ہے، مخاطب کے دل کی دھڑکن تیز ہو چکی ہے، قسمت کا فیصلہ سننے اور تقدیر کے بارے میں پیشین گوئی کا وقت قریب آ رہا ہے۔

نجومی ساتھ ساتھ مختلف قسم کے سوالات بھی کر رہا ہے اور مخاطب کی نفسیات کے مطابق پیشین گوئیاں سنا رہا ہے، قسمت کے ساتھ ستارے ملنے نہ ملنے کی داستانیں بیان کی جا رہی ہیں، کسی کی قسمت کے ستارے کا گردش میں ہونا بتلایا جا رہا ہے اور کسی کا بھنور میں پھنسا ہوا ہونا، اور کسی کا آندھی طوفان کی زد میں ہونا۔

کافی دیر تک مختلف زاویوں اور طریقوں سے تشخیص کے بعد فیروزہ، عقیق وغیرہ نامی پتھروں کے قسمت کے ساتھ ملنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے، جس کی قیمت بھی غیر معمولی مہنگی ہے اور مخاطب کے لئے اصلی و جعلی کی پہچان بھی مشکل ہے۔

حالانکہ شرعی اعتبار سے پتھر انسانی زندگی پر اثر انداز نہیں ہوتے، کسی خاص قسم کے پتھر سے انسان مبارک، اور کسی سے نامبارک نہیں ہوتا۔ پتھروں کو مبارک یا نامبارک سمجھنا اور انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے کا

عقیدہ رکھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے۔ مبارک یا نامبارک انسان کے اپنے اعمال ہیں۔

مگر نجومی نے مخاطب کو اتنی سخت ذہنی الجھن اور پریشانی میں ڈال دیا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اب تو قرض لے کر یا مانگ کر اس کی قیمت کا انتظام کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ تو معاملہ خراب ہوسکتا ہے، اولاد سے محرومی، صحت سے محرومی، شادی بیاہ سے محرومی، کاروبار سے محرومی، مقدمہ میں ناکامی، عشق ومحبت میں ناکامی اوران جیسے بے شمار مسائل ومصائب کی نجومی بابا صاحب کی طرف سے کہانی سنائی جاچکی ہے۔

نجومی بابا کی تقریر سن کر ایمان ویقین کی دولت اوراللہ تعالیٰ پر توکل کی نعمت بہت کمزور ہوگئی ہے، اوراب تو اوپر خدا اور نیچے نجومی بابا کا سہارا ہی نظر آ رہا ہے، قرآن وحدیث کے تمام فیصلوں سے نظر ہٹ چکی ہے، حضورﷺ کی احادیث میں بیان کردہ پیشین گوئیوں سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے، اب تو صرف اورصرف ایک چیز پیش نظر ہے اوروہ یہ کہ نجومی بابا کی طرف سے قسمت کی بحالی اورستارہ روشن ہونے کے لئے علاج کے مختلف مراحل سے گزرنا ہے اور مہنگے ترین نسخے اختیار کرنا ہیں۔ ورنہ تو ناکامی کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، کوئی بڑا حادثہ پیش آسکتا ہے، کسی کی زندگی ختم ہوسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ سب کچھ تو اپنی جگہ ہے، ہفتہ وار اخبارات اورمیگزینوں میں ''آپ کا ہفتہ کیسے گزرے گا'' ''روشن راستہ'' اور''علمِ جفر ودست شناسی'' کے مستقل عنوان سے کمزور ایمان لوگوں کا پسندیدہ سلسلہ جاری ہے، جس کے ذریعہ سے ہفتہ، مہینہ اور سال بھر کی خبریں اورمشورے پیش کئے جارہے ہیں، لیکن غور کرنے سے ان خبروں، مشوروں اورتبصروں وتجزیوں کو ملاحظہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری چیزیں دراصل ایک نفسیاتی کھیل تماشہ ہیں، کسی خبر اور پیشین گوئی میں ایک فیصد بھی صداقت نہیں ہے، یہ باتیں خود ہی باہم ایک دوسرے سے ٹکرارہی ہیں، اور ہر قسم کی رطب ویابس، اونچی نیچی، غمی وخوشی، موت وزندگی، صحت و بیماری، تنگدستی اورامیری، وغیرہ سے متعلق پیشین گوئیاں بھری پڑی ہیں، جن میں ''اندھے کا تیر بوٹڑے میں'' تو کہیں نہ کہیں لگنا ہی ہے۔

لیکن عقل وشریعت کو ایک طرف رکھ کر، ان پیشین گوئیوں کو توجہ اوردلچسپی کے ساتھ پڑھا جارہا ہے اور پھر ان پر یقین کیا جارہا ہے، اخبار میں آنے والی ان پیشین گوئیوں کو دلچسپی اور توجہ کے ساتھ پڑھنے والوں اور یقین کرنے والوں میں شریف لوگ اور پڑھے لکھے حضرات بھی شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ متضاد باتوں میں سے کوئی نہ کوئی بات تو خوامخواہ ہونی ہی ہوتی ہے، اس میں کسی نجومی اورکاہن کی کسی پیشین گوئی کا کوئی عمل

دخل نہیں ہوتا، لیکن نفسیات کے مارے ہوئے اور کمزور ایمان کے لوگ قدرتی فیصلوں کو نجومیوں کی پیشین گوئیوں کی طرف منسوب کر بیٹھتے ہیں، حالانکہ یہ سب کچھ قدرت کی طرف سے ہو رہا ہے اور غیب کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔

آپ حضرات نے مندرجہ بالا مختصر نقشے سے نجومیوں کی کاروائیوں، وارداتوں اور کرتوتوں کا اندازہ لگالیا ہوگا۔ اب ذرا اس سلسلے میں اپنے مذہب، دین اور شریعت سے بھی معلوم کرلیا جائے کہ اس کا فیصلہ اس بارے میں کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان سے برکت والی بارش نازل فرماتے ہیں تو لوگوں میں ایک جماعت کفر میں مبتلا ہو جاتی ہے یعنی وہ یہ کہتی ہے کہ فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی (مسلم، مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ کہا اور یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش نازل ہوئی ہے یہ تو اللہ کے اوپر ایمان لانے والا اور ستاروں (کے مؤثرِ حقیقی ہونے) کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا یا یہ عقیدہ رکھا کہ ہمارے اوپر فلاں اور فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی تو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۹۳)

بارش کا برسانا یا نہ برسانا، غمی، خوشی کے حالات بھیجنا صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے، ستاروں کو مؤثر حقیقی سمجھنا تو شرک ہے اور مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو سمجھتے ہوئے نجومیوں کی باتوں پر یقین کرنا بھی کبیرہ گناہ ہے بلکہ بعض اوقات شرک تک پہنچانے کا ذریعہ ہے (معارف القرآن ج ۷ بتغیر) اسی لئے ایک حدیث میں ہے۔

جس نے علمِ نجوم سے کچھ حاصل کیا تو اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور جتنا زیادہ حاصل کیا اتنا ہی جادو میں ترقی کی (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن یا نجومی کے پاس آیا اور اس سے کوئی بات پوچھی (اور اس پر یقین کرلیا تو) اس کی چالیس راتوں کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن (غیب کی خبریں بتلانے والے) کے پاس آیا اور جو کچھ کاہن نے بتلایا اس کو سچ سمجھا...... تو اس نے محمد ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس کا

انکار کردیا (احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص کسی نجومی اور کاہن کے پاس (غیب وغیرہ کی باتیں دریافت کرنے آیا) پھر اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس راتوں تک اس کی توبہ قبول ہونے سے رکی رہتی ہے اور اگر اس نے نجومی کی بات کی تصدیق بھی کر دی (یعنی دل سے بھی اس کو سچ سمجھا اور اس پر یقین کرلیا) تو اس نے کفر کیا (طبرانی، مرقاۃ)

نجومی، دست شناس، قافیہ شناس اور علمِ جفر کے جتنے طریقے رائج ہیں، ان سب میں غیب کی خبریں بتانے اور معلوم کرنے نیز ان کے اشتہارات واعلانات وغیرہ پر اُجرت لینا، دینا دونوں حرام ہیں (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص ۲۴۱ ''شامی'' ج ۶ ص ۴۲۴ کتاب الحظر والاباحۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کما کر دیتا تھا بس ایک دن وہ کوئی چیز لے کر آیا جس میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھالیا پھر اس غلام نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ چیز کونسی کمائی کی ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ بتاؤ یہ کس کمائی سے ہے غلام نے کہا کہ میں جاہلیت (یعنی کفر) کی حالت میں کہانت کہا کرتا (یعنی غیب کی خبریں بتاتا) تھا، اگرچہ میں کہانت کے فن کو بھی صحیح طرح سے نہیں جانتا تھا بلکہ اُوٹ پٹانگ ماردیا کرتا تھا تو مجھے یہ چیز کہانت کے معاوضہ میں ملی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے حلق میں ڈال کر قے کردی اور پیٹ میں سے ساری چیز کو اُگل دیا (بخاری، مشکوٰۃ ص ۲۴۳ کتاب البیوع)

یادرہے کہ اخبارات وغیرہ میں نجومیوں کے اشتہارات شائع کرنا، شائع کرانا، یا کسی اور طرح سے ان کی تشہیر کرنا اور ان کاموں پر اجرت لینا دینا، اور نجومیوں کی باتوں کو سچا سمجھنا اور اس عقیدہ کے ساتھ ان کی باتوں کا مطالعہ کرنا، اور نجومیوں سے غیب کی خبریں معلوم کرنا سب کبیرہ گناہ اور فسق ہے اور بعض اوقات ایمان سے محرومی کے خطرے کا باعث ہے۔

(من اقتبس) ای استفادوتعلم (علمامن النجوم)فسربنوع من انواع النجوم اذهوعلم واسع ومنه الاحكام باخبار المغيبات والاخبار عماسياتی ومعرفة المسروقات والكنوز والدفائن واعمار الرجال والقحط والغلاء والخضب والخصب والرخاء والامن والسلامة والفتن والمصائب ونحوها وقدكذب كله الشرع (اقتبس شعبة من السحر) ای قطعة منه قال المناوی النجامة تدعوالى الكهانة والمنجم كاهن والكاهن ساحر والساحر كافر والكافر فی النار (بريقه محموديه فی شرح طريقه محمديه ج ۱)

بسلسلہ : آداب المعاشرت مفتی محمد رضوان

مصافحہ کے آداب (قسط ۱)

✪ایک روایت میں ہے: ''تَمَامُ تَحِیَّتِکُمْ بَیْنَکُمْ اَلْمُصَافَحَۃُ'' (ترمذی ،مسند احمد،طبرانی کبیر)

''یعنی تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل مصافحہ کرنا ہے''

مطلب یہ ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملاقات کرے تو اسے چاہئے کہ سنت کے مطابق سلام کرے اور مصافحہ پر سلام کو تمام کرے (فیض القدیر للمناوی ج ۶ تحت رقم حدیث ۸۲۳۸ و ۸۲۳۹)

✪ ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں تو ان دونوں کے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (ابوداؤد)

✪ نیز ایک حدیث میں ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے) مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں (ابوداؤد،مسند احمد،ترمذی)

✪ایک روایت میں مصافحہ کو برکت کا ذریعہ بتلایا گیا ہے (مراسیل ابوداؤد، قال السیوطی حسن، جامع صغیر ج ۳)

✪ مصافحہ دراصل سلام کا تتمہ، خاتمہ اور آخری حصہ ہے، اور جس طرح سے سلام کے کچھ قواعد اور اصول مقرر ہیں، اسی طرح سے مصافحہ کے بھی اصول وقواعد مقرر ہیں (آداب المعاشرت)

✪ مصافحہ سنت عمل ہے (الاذکار للنووی)

✪ مصافحہ سلام کے ساتھ سنت ہے، کیونکہ یہ سلام کا آخری حصہ ہے اور سلام کئے بغیر خالی مصافحہ کرنا سنت نہیں، آج کل بہت سے لوگ زبان سے سلام نہیں کرتے اور خاموشی کے ساتھ مصافحہ کرلیتے ہیں، یہ طریقہ اصلاح کے قابل ہے۔

✪ مصافحہ کا اصل وقت سلام کی طرح ابتدائی ملاقات اور رخصت ہوتے وقت ہے اور مصافحہ جس طرح اول ملاقات کے وقت روایات سے ثابت ہے، اسی طرح رخصت ہوتے وقت بھی کئی روایات سے ثابت ہے، مصافحہ میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے اور اس کی جس طرح اول ملاقات

Idara Ghufran

کے وقت ضرورت ہے، اسی طرح ایک دوسرے سے رخصت ہوتے وقت بھی ضرورت ہے (احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۴۰۳ و ۴۰۶)

✪ بعض لوگ ویسے ہی پہلی ملاقات اور رخصت ہوئے بغیر ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں، یہ طریقہ بھی سنت سے ثابت نہیں، بعض جگہ جو دستور ہے کہ مخصوص نمازوں کے بعد مثلاً فجر یا عصر یا عید کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جاتا ہے، اسی طرح عید کے دن ایک دوسرے سے بڑے اہتمام کے ساتھ مصافحہ کیا جاتا ہے، یہ بھی سنت کے خلاف اور قابلِ ترک ہے (شامی، وفتاویٰ کبریٰ لابن تیمیہ)

✪ اسی طرح دس محرم کو بھی مصافحہ کرنے کی کوئی خاص فضیلت شریعت کی طرف سے ثابت نہیں، لہٰذا جو لوگ دس محرم کے دن خاص اہتمام کے ساتھ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے ہیں اور اس کو دس محرم کے اعمال میں سے سمجھتے ہیں یہ لاعلمی اور ناواقفی کی بات ہے۔

✪ مصافحہ کرتے وقت دونوں ہاتھ ملانا سنت و مستحب اور کئی روایات سے ثابت ہے اور بلا عذر صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا سنت کے خلاف اور تکبر کی نشانی اور کفار و فجار کا طریقہ ہے (مجمع الانہر، کتاب الکراہیۃ، آداب المعاشرت، احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۳۹۷ و ۴۰۳) [1]

---

[1] كان رسول الله ﷺ اذا لقى اصحابهٔ لم يصافحهم حتى يسلم عليهم (مجمع الزوائد ج ٨ بحواله طبرانى ،وقال الهيثمى وفيه من لم اعرفهم)

وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بكراهة المصافحة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة ، وماذاك الالكونها لم تؤثر فى خصوص هذاالموضع ،فالمواظبة عليها فيه توهم العوام بانها سنة فيه (ردالمحتار ج ا باب صلاة الجنازة ، تحت مطلب فى دفن الميت)

ونقل فى تبيين المحارم عن الملتقط انه تكره المصافحة بعداداء الصلاة بكل حال لان الصحابة رضى الله تعالىٰ عنهم ماصافحوا بعد اداء الصلاة ، ولانها من سنن الروافض اه ثم نقل عن ابن حجر عن الشافعية انها بدعة مكروهة لااصل لها فى الشرع ،وانه ينبه فاعلها اولاويعزر ثانيا ثم قال وقال ابن الحاج من المالكية فى المدخل انها من البدع وموضع المصافحة فى الشرع انما هوعندلقاء المسلم لاخيه لافى ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع يضعها فينهى عن ذالک ويزجر فاعله لماداتى به من خلاف السنة اه (ردالمحتار كتاب الحظروالاباحة ،باب الاستبراء وغيره)

واماالمصافحة فى الجمعة والاعياد فعن شرح المجمع بدعة مكروهة (بريقه محموديه)

لاتسن سواء فى ذالک المصافحة التى تفعل عقب الصلاة ولويوم العيد اوالدرس اوغيرهمابل متى وجد منهماتلاق (الفتاوىٰ الكبرىٰ الفقهية)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ٹیلی فون کا بھیدی

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک عمر رسیدہ شخص جن کے چہرے سے پریشانی کے آثار نمایاں تھے اور تقریباً رونے کے قریب تھے میرے پاس تشریف لائے، صورت وشکل سے وہ بظاہر دیندار نظر آ رہے تھے، ان کی گھبراہٹ اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ وہ بات بھی صحیح طریقہ سے نہیں کر پا رہے تھے، بڑی مشکل اور تتلائی ہوئی زبان سے انہوں نے اپنے گھر کا یہ واقعہ بیان کیا کہ میری جوان سالہ بیٹی کو کوئی نامعلوم نوجوان جس کو وہ خود اور نہ ان کی بیٹی صحیح طرح سے جانتے اور پہچانتے ہیں بہکا کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اور کسی جگہ لے جا کر خفیہ طریقہ سے میری بیٹی کے ساتھ نکاح بھی کر لیا تھا، ادھر ہم سب گھر والے پریشان تھے، بیٹی کا کسی طرح پتہ نہیں چل رہا تھا، کہ کہاں ہے، کہاں نہیں، کہ اسی دوران چند دن بعد وہ نوجوان میری بیٹی کو کسی بہانے سے نامعلوم جگہ چھوڑ کر فرار ہو گیا اس کے بعد میری بیٹی کسی طرح سے گھر پہنچی، اس نوجوان کا نہ تو پورا نام اور ولدیت معلوم ہے اور نہ ہی رہائش کا پتہ ہے، میں نے آنے والے ان صاحب سے معلوم کیا کہ اس نوجوان سے آپ کی بیٹی کا کس طرح سے تعلق پیدا ہو گیا تھا، جبکہ آپ کی بیٹی اس کو جانتی بھی نہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ دراصل ہماری مت ماری جا چکی تھی، ہمارے گھر میں جب کوئی فون آتا تھا تو سب گھر والوں کو چھوڑ کر ہماری جواں سالہ یہ بیٹی ہی فون اٹینڈ کرتی تھی اور ہم اس کو کوئی عیب کی بات نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس چیز کو قابل فخر سمجھتے تھے کہ ہمیں زحمت نہیں کرنی پڑتی اور بیٹی نے فون کی ساری ذمہ داری خود سنبھالی ہوئی ہے، مگر فون پر کسی آوارہ آپریٹر سے بیٹی کا پالا پڑ گیا، جس نے فون پر ہی تمام پروگرام آہستہ آہستہ تشکیل دیدیئے اور ایک دن وہ آیا کہ ہماری بیٹی کے ساتھ ٹائم سیٹ کر کے وہ نوجوان کسی جگہ لے اُڑا، اور بہکا پھسلا کر، طرح طرح کے آئندہ کی زندگی کے سبز باغ دکھا کر کسی طرح نکاح بھی کر لیا، اور اس کے بعد چند دن اپنی جنسی خواہشات پوری کر کے اور اپنی ہوس نکال کر رفو چکر ہو گیا۔ اب ہمارے گلے میں لقمہ اس طرح پھنس گیا کہ نہ اوپر جاتا ہے اور نہ ہی نیچے جاتا، نہ منہ چھپانے کے قابل، نہ ہی منہ دکھانے کے قابل۔ اب میں اپنی بیٹی کا کسی جگہ نکاح کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس نوجوان نے نہ تو طلاق دی ہے اور نہ ہی اس کا پتہ معلوم ہے کہ کسی طرح اس سے کہہ سن کر طلاق حاصل کی جائے، بہرحال ساری صورتحال

معلوم کر کے اس کو شرعی مسئلہ بتا دیا گیا۔اس قسم کے بے شمار واقعات آئے دن سننے میں آتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں بہت سے گھرانوں کا یہ فیشن بن کر رہ گیا ہے کہ فون کی گھنٹی بجنے پر مَردوں کے موجود ہوتے ہوئے بھی خواتین فون اٹینڈ کرتی ہیں اور اجنبی لوگوں کے ساتھ میٹھے و سریلے انداز میں دلچسپی کے ساتھ بات کرتی ہیں۔اول تو عورت کی آواز پر شریعت کی طرف سے یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ وہ بلاضرورت اپنی آواز نامحرموں کے کانوں تک نہ پہنچنے دے اور اگر کسی مجبوری میں نامحرم سے بات کرنی پڑ جائے مثلاً گھر میں کوئی مرد بات کرنے والا نہ ہو اور فون آ جائے یا اسی طرح کی کوئی اور مجبوری پیش آ جائے تو اگرچہ نامحرم سے بات کرنے کی اجازت ہے، لیکن اجنبی اور نامحرم کے ساتھ بات کرنے میں عورت کو حکم ہے کہ رُوکھے پن کا مظاہرہ کرے اور مرد کی طرف میلان اور کشش کے طرز اور انداز سے پرہیز کرے، اور بلاضرورت بات کو طُول نہ دے، بلکہ بقدرِ ضرورت بات کرنے پر اکتفا کرے۔اس اصول کی خلاف ورزی کرنے پر جس نقصان سے اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں آگاہ فرمایا ہے وہ یہ ہے ''فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ'' (سورہ احزاب) یعنی عورت کے نرم اور میٹھی گفتگو کرنے سے ایسے شخص کے دل میں میلان پیدا ہوگا جس کے دل میں مرض ہے۔آج ہمارے ہاں بعض گھرانوں میں عورت کے نامحرم مرد سے نہ صرف بات چیت کو کوئی عیب سمجھا جاتا ہے، بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ خوش اندازی اور دل لگی کی خلاف ورزی کو بھی خاتون کی بداخلاقی تصور کیا جاتا ہے۔قرآن مجید کے مقدس اصول کو چھوڑ کر معاشرے میں ایسے بے شمار جرائم و مفاسد پیدا ہو رہے ہیں کہ ایک شرم و حیادار آدمی کو سننے کے بعد کلیجہ منہ کو آتا ہے۔بعض آپریٹر اور منچلے نوجوانوں کا یہ مزاج بن گیا ہے کہ خالی وقت بیٹھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر ادھر ادھر نمبر ملاتے رہتے ہیں اور کہیں نہ کہیں اندھے کا تیر بوٹڑے میں لگ ہی جاتا ہے کوئی بیچاری خاتون ہتھے چڑھ گئی تو بغیر کسی تمہید کے بے حجابانہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں شرم دار خاتون تو فون بند کرنے میں ہی خیر سمجھتی ہے مگر بعض خواتین اور خاص کر نوجوان لڑکیاں ایسے موقع پر بڑھ چڑھ کر دلچسپی لیتی ہیں ایسے مناظر کے لئے یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ اس میں کیا حرج ہے، کونسا اس میں کچھ خرچ ہوتا ہے۔پھر بعض اوقات تو معاملہ صرف زبانی کلامی جمع خرچ پر ہوتا ہے یعنی زبانی کلامی سارے حال واحوال معلوم کئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے ہر قسم کی بے تکلفانہ باتیں ہوتی ہیں۔لیکن بعض افراد ایسے بھی ہوتے ہیں جو مختلف طریقوں سے فون پر لڑکیوں کو اپنے جھانسے میں (**بقیہ صفحہ ۳۶ پر ملاحظہ فرمائیں**)

نبیوں کے سچے قصے ابو جُویریہ

انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام موجودہ زمین کے سب سے پہلے انسان اور اللہ کے نبی و رسول اور خلیفہ ہیں۔ اگرچہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتے اور جنات بھی پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن سب سے پہلے انسان ہی کے لئے زمین کو رہنے کی جگہ بنایا گیا۔

قرآن مجید میں بارہا خوب وضاحت کے ساتھ یہ بتلایا گیا ہے کہ انسانیت کا آغاز خالص انسانیت ہی سے ہوا ہے، انسان کی تاریخ کسی غیر انسانی وجود سے بالکل کوئی رشتہ نہیں رکھتی، اور انسان کو پہلے دن سے بطور انسان کے ہی پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش جس طریقہ سے ہوئی، اس کی تفصیل جس طرح قرآن مجید اور احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کے معلوم ہونے کا کوئی دوسرا ذریعہ انسان کو میسر نہیں، کیونکہ آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تفصیلی کیفیت کو انسانی عقل سے سمجھنا ممکن نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی کے خمیر سے بنایا جو خشک ہو کر کھنکھنانے لگی تھی۔

جب آدم علیہ السلام کے ڈھانچہ میں اللہ تعالیٰ نے روح ڈال دی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ابلیس سمیت) فرشتوں کو حکم ہوا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ تو تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، لیکن ابلیس نے اپنی عقل کی تابعداری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنی ناقص عقل کے تابع کر دیا، اور کہنے لگا مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے، اور آدم کو مٹی سے، اور آگ اوپر کو جاتی ہے اور مٹی نیچے کی طرف جاتی ہے، اس لئے آگ مٹی سے افضل ہے اور افضل چیز اپنے سے کم تر چیز کو سجدہ نہیں کرتی۔

بہر حال جب ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ سزا اس کو ذلیل و رسوا کر کے اور ملعون و مردود بنا کر جنت سے نکال دیا گیا۔ لیکن ابلیس نے یہ درخواست بھی کی کہ مجھے قیامت تک کی لمبی عمر عطا کی جائے۔ مجھے ایسی طاقت بھی دی جائے جس کے ذریعے میں انسانوں کو گمراہ

کرسکوں۔اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت میں بھی یہ فیصلہ تھا کہ اس کو انسانوں کے گمراہ کرنے کی طاقت واسباب دے کر انسان کی آزمائش کی جائے تا کہ نیک اور بدلوگ الگ الگ ہو جائیں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا، تو فرشتوں کو اس کی اطلاع دی کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنا چاہتا ہوں جو میرے احکامات کو زمین میں نافذ کرے گا، فرشتوں کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ آخر دوسری مخلوق کو پیدا کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی، کہیں ایسا تو نہیں ہماری نااہلی کی وجہ سے یہ فیصلہ ہو گیا ہو، کیونکہ اس سے پہلے جنّات وغیرہ کو ان کی سرکشی کی وجہ سے خاص خاص علاقوں میں بند کر دیا گیا تھا۔اس لئے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ عبادت اور حمد وثناء کرنے کے لئے ہم موجود ہیں آخر اس نئی مخلوق کو پیدا کرنے کی کیا وجہ اور کیا ضرورت ہے جو زمین میں فساد کرے گی اور خون بہائے گی۔اللہ تعالیٰ نے پہلے تو یہ فرمادیا کہ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ بیان کی کہ میں نے آدم کو اپنے علم کی صفت میں سے کچھ حصہ عطا کیا ہے، جو تمہیں عطا نہیں کیا گیا، اس کی وجہ سے اس کو دنیا کے اندر موجود چیزوں کے نام اور اس کے کام معلوم ہو گئے ہیں۔

آدم علیہ السلام ایک عرصہ تک جنت میں قیام پذیر رہے، اس دوران اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کی شکل میں ان کی رفیق حیات بھی پیدا کر دی، اور یہ جنت میں جہاں چاہتے آجا سکتے تھے، اور جو چیز چاہتے استعمال کر سکتے تھے اور ہر قسم کی نعمتیں اور آسائشیں ان کو میسر تھیں، لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ایک خاص قسم کے درخت کے قریب جانے سے ان کو منع کیا ہوا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتلا دیا تھا کہ شیطان تم دونوں کا دشمن ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو نافرمانی میں مبتلا کر دے۔

حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے، ان سے جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا ممکن نہ تھی، لیکن بہرحال بھول چوک تو انسان کا خاصّہ ہے جو ہر انسان میں فطرةً موجود ہوتی ہے۔ابلیس اسی دن سے جس دن سے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار اور جنت سے نکال دیا حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن ہو گیا تھا اور اس کوشش میں تھا کہ کسی طریقے سے حضرت آدم علیہ السلام سے انتقام لے لے۔

اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوّا کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ ایسا درخت ہے کہ اس کا پھل کھاتے ہی

انسان کو جنت کے اندر ہمیشہ کی زندگی مل جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھا کر اپنا خیر خواہ اور مخلص ہونا ظاہر کیا اس چالاکی اور مکاری وغلط بیانی والے دھوکہ سے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کا حکم بھول گئے ،اس لئے ان کا اس درخت کے پھل کو چکھنا ہی تھا کہ دونوں میں انسان ہونے کے لوازم ظاہر ہونا شروع ہوگئے ،انہوں نے فوراً درخت کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانکنا شروع کردیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کیا میں نے تم کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا ؟اب اس درخت کے کھالینے کے بعد جنت میں قیام ممکن نہیں رہا ،لہٰذا تم اب زمین پر تشریف لے جاؤ،حضرت آدم علیہ السلام کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا ،تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں توبہ کے کلمات ڈالے

''رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ''(اعراف)

اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر آپ نے ہماری مغفرت نہیں فرمائی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو بے شک ہم نقصان والوں میں سے ہوجائیں گے (اعراف)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کی توبہ قبول فرمائی۔

زمین پر آباد ہونے کے بعد احادیث کے مطابق حضرت آدم وحوا کے بیک وقت دو اولادیں پیدا ہوتیں تھیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ، ایک مرتبہ جڑواں پیدا ہونے والے لڑکی اور لڑکے کا نکاح اگلی مرتبہ پیدا ہونے والے لڑکے اور لڑکی سے کیا جاتا تھا (اس شریعت میں یہی حکم تھا۔لیکن ہماری شریعت میں اس طرح نکاح جائز نہیں)

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اسی طرح آگے پیچھے دو بیٹے قابیل اور ہابیل پیدا ہوئے اور شرعی قاعدے کے مطابق ہابیل کا نکاح قابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی اور قابیل کا نکاح ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی سے ہونا تھا ،لیکن جب نکاح کا وقت آیا ،تو قابیل نے اپنے ساتھ ہی پیدا ہونے والی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا (کیونکہ اسے یہ لڑکی زیادہ پسند تھی) حالانکہ ان کی شریعت میں اس طرح جائز نہ تھا ،حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے درمیان جھگڑا دور کرنے کے لئے ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی دینے کا کہا کہ جس کی قربانی قبول ہوگی وہ حق پر ہوگا۔دونوں نے اپنی اپنی قربانیاں پیش کیں۔قابیل نے (اپنی کمبختی کی وجہ سے)اپنے کھیت سے ردی قسم کا غلہ قربانی کے لئے پیش کیا اور

ہابیل نے اپنے ریوڑ سے عمدہ قسم کا دنبہ پیش کیا۔اس زمانے میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ آسمان سے آگ آتی تھی اور قبول ہونے والی قربانی کو کھا جاتی تھی۔ان کی قربانیوں میں بھی ایسا ہی ہوا کہ آسمان سے آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کو کھا لیا۔

اب قابیل اس سے عبرت پکڑنے کے بجائے اور زیادہ ضد میں آکر اپنے بھائی ہابیل کا دشمن بن گیا اور اس کو قتل کرنے کے درپے ہوگیا یہاں تک کہ طیش میں آکر اپنے بھائی کو قتل کردیا، یہ انسانی تاریخ کا سب سے پہلا قتل تھا۔قابیل کا جنون جب ختم ہوا تو اب اس کو مردہ بھائی کی لاش کی فکر ہوئی کہ اب اس کا کیا کیا جائے، کیونکہ اس وقت تک دفن کرنے کا طریقہ جاری نہیں ہوا تھا،قابیل لاش کو اپنی پشت پر اٹھائے پھرتا رہا اور اس کے لئے کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی تو یکا یک دیکھا کہ ایک کوّے نے زمین کو کرید کرید کر ایک گڑھا بنایا اور اس کے بعد ایک مردہ کوّے کو اس میں چھپا دیا،قابیل کو بھی یہ طریقہ سوجھ گیا۔چنانچہ اس نے زمین کھود کر اس میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپا دیا۔

اس واقعے کے بعد بعض روایات کے مطابق قابیل کی عقل ختم ہوگئی اور اس کا جسم سیاہ پڑ گیا اور اسی حالت میں وہ فوت ہوگیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی کوئی ناحق انسان قتل ہوتا ہے تو اس کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے (قابیل) کی گردن پر ضرور پڑتا ہے۔اس لئے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ظالمانہ قتل کی ابتداء کی ہے اور یہ ناپاک طریقہ جاری کیا (مسند احمد)

مذکورہ واقعہ سے حاصل ہونے والے سبق اور فوائد

☼ ......انسان کو کبھی زندگی میں ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو آئندہ گنہگاروں کے لئے مثال اور نمونہ بن جائے، کیونکہ جو شخص کسی گناہ کے طریقہ کو نکالتا ہے تو آئندہ چل کر قیامت تک جو بھی اس گناہ میں مبتلا ہوگا،اس گناہ کا وبال اس کے جاری کرنے والے کے سر پر بھی ہوگا۔

☼ ......اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس زمین میں خاص مقصد کے لئے بھیجا ہے،اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرے اور جتنی قوت ہو اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرے۔

☼ ......علم بہت بڑی دولت ہے،اسی کی بدولت فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوئی،

اس لئے انسان کو جو علم حاصل ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بننے کے لئے استعمال کرے۔

☼...... جو علم میں بڑا ہو اور زیادہ علم رکھتا ہو اس کے عالم ہونے کا اقرار کرے اور اس کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کرے جیسا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا علم ظاہر ہوتے ہی اپنے عجز کا اظہار کر دیا۔

☼...... بندے کا کام یہ ہے کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو جائے اور اپنے گناہ کا اقرار کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، اور گناہ پر اصرار نہ کرے اور گناہ کو اپنے لئے وبال سمجھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد خطا کار ہے اور خطا کاروں میں سب سے بہتر وہ ہیں جو خوب توبہ کرنے والے ہیں (مشکوٰۃ)

☼...... تکبر بہت بڑی بیماری ہے۔ یہ انسان کو لے ڈوبتی ہے، ابلیس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا اور تنبیہ کرنے پر بھی اپنے انکار پر قائم رہا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کا مستحق ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دیں گے، جو اپنے آپ کو دوسروں سے چھوٹا سمجھے گا تو وہ لوگوں کی نظروں میں بڑا ہو گا، اور جو شخص تکبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو گرا دیں گے اور وہ پھر لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل ہو گا (مشکوٰۃ)

(بقیہ: "ٹیلی فون کا بھیدی" متعلقہ صفحہ ۳۱)

پھنسا کر نہ جانے کیا کچھ کر گزرتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اس سے بڑھ کر انٹرنیٹ کے ایسے پروگراموں نے جن میں نامحرم ایک دوسرے سے مخاطب ہوتے ہیں اور ان پروگراموں کو چیٹنگ وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے، رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ اب اس قسم کے پروگراموں کو اپنی میڈیا کی زینت سمجھتے ہیں اور بے غیرتی کی انتہا یہ ہے کہ ریڈیو وغیرہ کے ان پروگراموں کو لاکھوں افراد سنتے ہیں، جس میں عورت سے متعلق سب ہی معلومات پیش کی جاتی ہیں، نام، پتہ، مشغولی، عمر، پسندیدہ چیزیں، مستقبل کے ارادے وغیرہ وغیرہ۔ افسوس کہ جو قوم دوسروں کی ہدایت کے لئے پیدا کی گئی تھی آج وہی کافروں کی جاری کردہ ملعون حرکات اپنا رہی ہے بلکہ انہیں باعث فخر بھی خیال کر رہی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہماری قوم ان حرکات کو باعث فخر سمجھ کر ترقی کرتی رہی اور برابر آگے بڑھتی رہی تو نہ جانے آنے والے وقت میں قدرت کی طرف سے کیا فیصلہ ہو جائے ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

مقالات و مضامین انیس احمد حنیف

صحابیٔ رسول حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

وہب اور اُہیب دونوں عبد مناف کے بیٹے تھے، وہب کی صاحبزادی حضرت آمنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ تھیں، جبکہ اُہیب کی صاحبزادی ہالہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، اس رشتہ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار ہوئے کہ دونوں کے نانا سگے بھائی تھے۔ دوسری طرف دیکھئے تو رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں ہی عبدالمطلب کے بیٹے تھے، یوں آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہوئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خبر سن کر ابولہب نے اپنی جس لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا، اس کا دودھ اللہ کے رسول ﷺ نے بھی پیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی۔ یوں آپ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر تقریباً دو سال تھی............وقت گزرتا گیا.......اور دونوں بچپن سے لڑکپن ......پھر نوجوانی اور جوانی کے دور سے گزرتے گئے......اللہ کے رسول چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ کے حکم سے نبوت کا اعلان فرمایا ....اب چچا بھتیجے میں مذہب کا فرق آ گیا......تقریباً پانچ چھے سال اسی حالت میں گزر گئے.......لیکن کب تک.......آخر اتنے ڈھیر سارے رشتوں کے بندھنوں میں بندھے حضرت حمزہ مذہب کا رشتہ کب تک جدا رکھتے........

سوچ کے زاویئے ہی بدلنے لگے ۔۔۔ دل محبت میں ان کی پگھلنے لگے
کیسا جادو ہے اُن کی ملاقات میں ۔۔۔ مل لئے ہم تو اُن ہی میں ڈھلنے لگے
بے خودی رفتہ رفتہ پنپنے لگی ۔۔۔ ہم محبت کی راہوں پہ چلنے لگے
اب جنوں بھی نئے رنگ پر آ گیا ۔۔۔ ڈگمگاتے قدم پھر سنبھلنے لگے

تیر و تلوار اور پہلوانی کا شوق تو بچپن سے تھا ہی، کہ عرب میں یہ ایک مثالی شوق سمجھا جاتا تھا.....سیر و شکار بھی آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا ۶ نبوی کی بات ہے ایک روز حسبِ معمول شکار پر گئے، ادھر رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں وعظ فرما رہے تھے کہ دشمنِ خدا ابوجہل نے انہیں بہت ستایا اور سخت گالیاں دیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ خاموش ہو رہے، حضرت حمزہ جب شکار سے واپس آئے تو آپ کی لونڈی

نے آپ کو نبی اکرم ﷺ پر بیتے تازہ ظلم کی داستان سنائی آپ جوشِ غضب سے بیتاب سیدھے خانہ کعبہ گئے، جیسے ہی ابوجہل سامنے آیا آپ نے اس زور سے اس کے سر پر کمان ماری کہ اس کا سر زخمی ہو گیا اور فرمایا کہ تو رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، حالانکہ میں ان کے دین پر ہوں یہ دیکھ کر ابوجہل کے قبیلے کے کچھ لوگ اس کی مدد کو دوڑے اور بولے حمزہ شاید تم بھی بددین ہو گئے ہو؟ ظلم کب تک واضح نہ ہوتا اور حق کب تک اپنا اثر نہ دکھاتا رشتوں کی محبت سچائی کی حقیقت سے مل کر حمزہ کے خون میں جوش مارنے لگی..

عشق راہبر ہے میرا ، زمانہ نہیں — اب مجھے چاہتوں کو چھپانا نہیں
حق وہی ہے جدھر، لے گیا دل مجھے — حق تو پہلے بھی تھا ، میں نے مانا نہیں

آپ پکار اٹھے..... ہاں.... ہاں.....(اَشْهَدُ اَلَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)...... میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں....اور جو کچھ وہ کہتے ہیں سب حق ہے اللہ کی قسم .....اب میں اس سے پھر نہیں سکتا.........اگر تم سچے ہو تو مجھے روک کر دیکھ لو....... باطل نے ہار مان لی.... بولا .....ابوعمارہ (یعنی حمزہ) کو چھوڑ دو.... حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی کیونکہ آپ کی شجاعت پہلے ہی سے سبھی تسلیم کرتے تھے.......رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے آپ کا مواخات یعنی بھائی چارے والا رشتہ قائم کیا یہ وہی زید بن حارثہ ہیں جن کا نام قرآنِ پاک میں بھی ہے اور جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا تھا اور جو غلاموں میں سب سے پہلے ایمان لائے تھے.........ان دونوں حضرات میں اس قدر محبت تھی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب بھی غزوات میں تشریف لے جاتے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی کو اپنا وصی بناتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وقت اپنی بہن اور بہنوئی سے قرآن سن کر آستانہ نبوی پر حاضر ہوئے اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں دارِارقم میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، دیگر صحابہ انہیں شمشیر بکف دیکھ کر کچھ متردد ہوئے لیکن آپ کی جرأت و شجاعت اس وقت بھی صحابہ کی تقویت کا باعث بنی، جب آپ نے فرمایا کہ عمر کو آنے دو.....اگر خیر کے ارادے سے آیا ہے تو ٹھیک ہے......ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا.....لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اندر داخل ہو کر اسلام قبول کرلیا۔

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے قریشی قافلوں کا راستہ روکنے کے لئے جو پہلا گروہ بھیجا اس کا جھنڈا حضرت حمزہ ہی کے ہاتھ میں تھا یوں آپ اسلامی دستے کے سب سے پہلے علمبردار تھے۔

ہجرت کے ساتویں ماہ رمضان المبارک میں نبی اکرم ﷺ نے قریشی قافلوں کا راستہ روکنے کے لئے جو پہلا گروہ بھیجا، اس کا جھنڈا آپ ہی کو عطا فرمایا جس کا رنگ سفید تھا اور جسے آپ ہی کے ایک حلیف ابو مرثد کناز بن الحصین الغنوی رضی اللہ عنہ نے اٹھا رکھا تھا، نبی اکرم ﷺ نے تیس مہاجرین کے ساتھ انہیں روانہ فرمایا یوں آپ اسلامی دستے کے سب سے پہلے علمبردار تھے۔

۲ھ میں غزوہ بدر کے موقعہ پر آپ کی شجاعت و بہادری کا انداز قابلِ دید تھا، آپ نے نشانِ جنگ کے طور پر شترمرغ کا پر اپنی دستار میں لگا رکھا تھا..... اسی وجہ سے آپ جدھر بھی ہوتے آسانی سے نظر آ جاتے تھے........ جب عتبہ، شیبہ اور ولید نے اپنی صفوں سے باہر نکل کر ھل من مبارز (ہے کوئی مقابل) کا نعرہ لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کے مقابلہ کے لئے حضرت حمزہ. حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم کو بھیجا تینوں مجاہدوں نے تینوں کافروں کو قتل کر دیا، طعیم بن عدی اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے آگے بڑھا لیکن حمزہ اسدُ اللہ و اسدُ رسولہٖ کے ہاتھوں وہ بھی جہنم واصل ہوا، اس کے بعد مشرکین نے عام حملہ کر دیا جس پر مسلمان بھی اپنے بہادروں کی مدد کو دوڑے اور میدانِ کارزار گرم ہو گیا۔

اس غزوہ میں آپ کی بہادری کا اعتراف کفار نے بھی کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ مجھ سے جنگِ بدر میں امیہ بن خلف نے پوچھا اے عبدالرحمٰن! یہ کون آدمی ہے جو اپنے سینہ پر شترمرغ کا جھنڈا لگائے ہوئے ہے، میں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، اس نے کہا یہ وہی ہیں جنہوں نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں۔

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی فتح نے کفار و مشرکین کے دلوں میں حسد اور انتقام کی آگ اور بڑھا دی کفار اپنے رشتہ داروں کی موت کا انتقام لینے کے لئے بے چین تھے۔ طعیم بن عدی جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا، اس کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے اپنے ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا اپنے چچا کے انتقام پر آمادہ کر لیا اور اس کے عوض آزادی کا وعدہ کیا۔

۳ھ میں جب کفار اپنے جوشِ انتقام کو بجھانے کے لئے مسلمانوں پر فوج کشی کرنے چلے تو رسول اللہ ﷺ نے بھی مجاہدین اسلام کو ساتھ لیا اور مقابلہ پر نکل آئے۔ احد کے میدان میں ۷ شوال بروز ہفتہ دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا، وحشی بھی اس دن موجود تھا، لیکن اس کا ہدف صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے جن کی شہادت اس کی آزادی کی ضمانت تھی...... وہ درختوں اور پتھروں کی اوٹ لیتا رہا تاکہ جب آپ قریب

ہوں تو وار کرے.........اس غزوہ میں بھی ابتدا ہی میں کفار کے علمبر دار مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے لگے، پہلے علمبر دار طلحہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واصلِ جہنم کیا، اس کے بعد کفار کا جھنڈا طلحہ کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے اٹھایا، جس کے پیچھے عورتیں اشعار پڑھتی ہوئی آئیں اور خود اس نے یہ رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کی دعوت دی:

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا اَنْ تُخْضَبَ الصَّدَۃُ اَوْ تَنْدَقاً

بے شک علمبرداروں پر واجب ہے کہ نیزہ خون سے سرخ ہوجائے یا ٹوٹ جائے

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا لے ہمارے وار کو سنبھال......میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں......جو سخی اور بہادر تھا.........حاجیوں کے لئے پانی کا بندوبست کرتا تھا، اور اس کے کندھے پر تلوار کا ایسا شدید وار کیا کہ تلوار اس کے کندھے اور کمر کو چیرتی ہوئی پیٹ تک آگئی اس کی آنتیں باہر نکل آئیں، جھنڈا اس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ بھی اپنے پہلے علمبرداروں سے جاملا......حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسی جرأت وقوت کے ساتھ کفار کو کیفرِ کردار تک پہنچاتے رہے آپ تقریباً انتیس کفار کو جہنم واصل کر چکے تھے کہ سباع بن عبدالعزا جو قریش کا سردار تھا سامنے آگیا اور کہنے لگا، ہے کوئی جو میرا مقابل بنے؟.....حضرت حمزہ آگے بڑھے اور کہنے لگے، تو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے؟.......پھر فرمایا لے اس وار کو سنبھال......اور شیر کی طرح اس پر حملہ آور ہوئے.....آپ کی تلوار اس صفائی سے اس کے سر کو تن سے اڑا لے گئی کہ جیسے اس پر سر کبھی تھا ہی نہیں۔

ادھر وحشی نے یہ موقع غنیمت جانا اور اپنا حربہ (گول چکر دار ہتھیار) گھمانے لگا اور جب اس کی حرکت اور حضرت حمزہ کے درمیانی فاصلے سے مطمئن ہوگیا تو اس نے حربہ ان کی طرف پھینک دیا جو سیدھا آپ کی ناف کے نیچے جالگا اور دونوں سرین کے درمیان سے چیرتا ہوا جسم سے پار ہوگیا آپ نے اس حالت میں بھی اس پر حملہ کرنا چاہا.........چند قدم آگے بڑھے........لیکن پھر شکستہ بدن نے ساتھ نہ دیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جگر کا خون کیا جان کو قرار دیا تمہارے نام تھا جیون سو تم پہ وار دیا

ابوسفیان کی بیوی ہندہ بنتِ عتبہ نے (غصہ کے جوش میں) آپ کا ناک اور کان کاٹ کر پیٹ چاک کر کے جگر نکالا اور چبا چبا کر تھوک دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوہ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں نے ان کو اس درخت کے نیچے دیکھا ہے وہ کہہ رہے تھے ....میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں......اے اللہ میں آپ کی برأت چاہتا ہوں.......اس چیز سے جس کو یہ لوگ......یعنی ابوسفیان.... اور اس کے ساتھی لائے ہیں.....اور آپ کی طرف......عذر خواہی کرتا ہوں.........اس چیز سے......... جو لوگوں نے کیا.....یعنی مسلمانوں کے شکست کھانے سے........یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ان کی میت کے پاس پہنچے......ان کی حالت دیکھی تو ان سے فرمایا.........(اے حمزہ) تم پر خدا کی رحمت ہو.......کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے.......تم رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے........اور نیک کاموں میں پیش پیش رہتے تھے.........جب آپ ﷺ نے ہندہ کی حرکت کا سنا تو پوچھا....کیا اس نے کچھ کھایا بھی ہے؟..... لوگوں نے عرض کیا.....نہیں.....فرمایا.....اے اللہ.....حمزہ کے کسی جزو کو بھی جہنم میں داخل نہ ہونے دینا.....اسی موقع پر آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشہداء (شہیدوں کے سردار) کا لقب عنایت فرمایا۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن تھیں انہوں نے کفن کے لئے دو چادریں دیں، ان میں سے ایک چادر سے حضرت حمزہ کے کفن کا کام لیا گیا، لیکن چادر اتنی چھوٹی تھی کہ اگر سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکتے تو سر باہر رہ جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چادر سے چہرہ چھپا دو اور پاؤں پر گھاس اور پتے وغیرہ ڈال دو۔ آپ کی نمازِ جنازہ رسول اللہ ﷺ نے خود پڑھائی....اور بڑے عجیب طور سے پڑھائی.....سب سے پہلے آپ ﷺ نے تنہا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی......پھر ایک شہید کو ان کے پہلو میں رکھ دیا گیا....اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی..... پھر اُن دوسرے شہید کو اُٹھالیا گیا اور ان کی جگہ ایک اور شہید کو رکھ دیا گیا....اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی .....یہی عمل دہرایا جاتا رہا اور آپ ﷺ باری باری ہر شہید کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھوا کر دونوں پر نماز پڑھتے رہے ..... یوں اس روز آپ ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر ستر مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی......اور پھر انہیں احد کے دامن میں دفن کر دیا گیا...................زہے نصیب محبت قبول ہے جن کی

مقالات ومضامین ابوعفان

غیر ضروری سفر سے پرہیز کیجئے

(۱)......راولپنڈی سے ایوبیہ جانے والی بس کو حادثہ۔6افراد جاں بحق 18 افراد شدید زخمی۔حادثہ گہرا موڑ کاٹتے ہوئے پھسلن کے باعث پیش آیا۔

(۲)......سعودی عرب میں ٹریفک کا المناک حادثہ 14 افراد جاں بحق،ہائی وے پر اوورٹیک کرتے ہوئے پک اپ سامنے سے آنے والے ٹرک سے ٹکرا گئی،جان بحق ہونے والوں میں 13 غیر ملکی شامل ہیں جو اپنے قیام کی مدت مکمل ہونے کے بعد غیر قانونی طور پر مملکت میں قیام پذیر تھے۔

(۳)......افغانستان میں ٹریفک کا المناک حادثہ 20 افراد جان بحق 39 افراد زخمی،حادثہ قندھار شہر سے 20 کلومیٹر دُور اُس وقت پیش آیا،جب کابل جانے والی بس تیز رفتاری کے باعث اُلٹ گئی (روزنامہ اسلام راولپنڈی، بروز جمعہ 20 جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ،9 جولائی 2004ء)

یہ تینوں واقعات وحادثات ایک ہی تاریخ سے متعلق ہیں،دنیا بھر میں روزمرہ گاڑیوں اور سواریوں کو پیش آنے والے حادثات کی تعداد تو بہت زیادہ ہے،بے شمار خبریں تو اخبارات میں شائع بھی نہیں ہو پاتیں اور نہ ہی پوری دنیا میں پیش آنے والے حادثات کو جمع اور شمار کرنا ممکن ہے،آج جتنی زیادہ سفر کی سہولیات جمع ہوگئی ہیں اسی نسبت سے خطرناک قسم کے حادثات میں بھی اضافہ ہوگیا ہے،دوسری طرف ہماری زندگی میں سفر واسفار کا تناسب بھی بہت بڑھ گیا ہے،ذرا ذرا سی بات پر سفر کی سُوجھ جاتی ہے،لوگوں کو بلاضرورت اورخوامخواہ کے سفر کی عادت ہوگئی ہے،بعض لوگوں کو تو سفر کا اتنا شوق ہے کہ جب تک ان کا یہ شوق پورا نہ ہوجائے انہیں کسی طرح سکون نہیں آتا،اوراوپر سے طرہ یہ ہے کہ سفر کی حالت میں انسان کئی قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے،بے شمار سواریوں میں تو گانا یا پھر وی۔سی۔آر کی لعنت ایسی لازم ہوگئی ہے کہ اس کے بغیر سفر کو ہی بے ذائقہ اور بے لذت سمجھا جاتا ہے،اوپر سے بے پردگی اور نماز وغیرہ کا ضیاع بھی سفر میں عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے،اور ہر وقت کسی حادثہ کا خطرہ الگ سر پر سوار رہتا ہے۔ اور جو راحت وسکون انسان کو اپنے گھر کی جھونپڑی میں میسر آتا ہے وہ سفر میں حاصل نہیں ہوتا خواہ وہ سفر کتنا ہی عالیشان کیوں نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

مقالات و مضامین حافظ محمد ناصر

صبر کرنے کا آسان طریقہ

(بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں)

وہ جگہ جہاں صرف خوشی ہی خوشی اور سکون ہی سکون ہے، غم اور تکلیف کا وہاں کوئی نام ونشان نہیں وہ جنت ہے، اور وہ جگہ جہاں صرف غم ہی غم اور تکلیف ہی تکلیف ہے، خوشی اور سکون کا وہاں کوئی نام ونشان نہیں وہ دوزخ ہے، اور وہ جگہ جہاں خوشی بھی ہے اور غم بھی، سکون بھی ہے اور تکلیف بھی، وہ دنیا کا جہان ہے، جس میں ہم اس وقت زندگی گزار رہے ہیں، یہاں خوشی اور سکون بھی ملتا ہے اور پریشانی، تکلیف اور مصیبت بھی، دنیا میں نہ صرف خوشی ہے اور نہ صرف غم، اگر یہاں صرف خوشی ہی خوشی ہوتی تو دنیا اور جنت میں کوئی فرق نہ ہوتا اور اگر یہاں صرف غم ہی غم ہوتا تو دنیا اور دوزخ میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ اب اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس دنیا میں مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچے اور میں ہر وقت خوش وخرم اور راحت وسکون اور اطمینان سے رہوں تو یہ دنیا اور جنت کی زندگی میں فرق نہ سمجھنے کی نشانی ہے، کیونکہ دنیا کی زندگی میں تو خوشی بھی ملے گی اور تکلیف اور مصیبتیں بھی ملیں گی۔ انسان نیک ہو یا گنہگار، خوشی اور غمی ہر ایک کو ملتی ہے اب اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو خوشی پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور ثواب حاصل کرے اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے نہ ہی تقدیر کا گلہ شکوہ کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس کی پریشانی اور مصیبت دور ہوگی اور نہ ہی ایسا کرنے سے کوئی فائدہ ہوگا بلکہ الٹا نقصان ہوگا اور یہ کہ ایک تو ایسا شخص تکلیف اور گھٹن اور پریشانی کا شکار ہوگا اور دوسرا بہت بڑا نقصان یہ ہوگا کہ ان تکلیفوں اور پریشانیوں سے جو اسے بہت زیادہ اجر وثواب مل سکتا تھا بے صبری کے نتیجے میں اس اجر وثواب کو ضائع کردے گا، لیکن اگر وہ شخص جسے تکلیفیں اور مصیبتیں پہنچی ہیں یہ سوچ لیتا کہ یہ دنیا کی تھوڑی سی زندگی ہے اور اس تھوڑی سی زندگی میں کوئی شخص بھی پوری طرح تکلیفوں اور مصیبتوں سے نہیں بچ سکتا اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت تو ضرور ہوتی ہے چاہے وہ حکمت مجھے سمجھ آئے یا نہ آئے اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہوں، مجھے تقدیر سے کوئی شکایت نہیں تو ایسی سوچ اور اپنے آپ کو ایسی تسلی دینے کا نام صبر ہے۔ صبر کرنے سے دنیا کا بھی فائدہ حاصل ہوگا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا تو یہ کہ اسے تسلی، سکون اور

Idara Ghufran

اطمینان حاصل ہوگا اور آخرت کا یہ کہ اسے بے انتہاء اجروثواب اور آخر کار جنت حاصل ہوگی جوانسان کے اس دنیا کے سفر کی منزل اور مقصود ہے اور صبر کی نعمت کے حاصل کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ جوکام بھی انسان کی مرضی، چاہت اور سوچ کے خلاف ہوانسان اس پر ''اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور مرضی پر راضی ہوجائے۔ چاہے اس کا کوئی عزیز فوت ہوجائے یا بجلی چلی جائے یا اس کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے،غرضیکہ جوبھی اپنی جائز سوچ کے خلاف کام ہو اس پر ''اِنَّـالِـلّٰهِ وَاِنَّـااِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھ کر صبر کرے۔یوں تو کسی پریشانی کے موقع پر مذکورہ عمل بظاہر ایک چھوٹا سا عمل محسوس ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اس کے نتیجے میں اتنا بڑا اجروثواب حاصل ہوجاتا ہے جو بہت زیادہ عبادت کرنے سے بھی حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔

(بقیہ: ''غیر ضروری سفر سے پرہیز کیجئے'' متعلقہ صفحہ ۴۲)

اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ''سفر عذاب کا حصہ ہے جس میں انسان (بے شمار اپنی) کھانے پینے کی ضروریات سے محروم رہتا ہے (اور کئی مسائل میں مبتلا ہوتا ہے) لہٰذا جب کسی کی ضرورت پوری ہوجائے تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر لوٹنے میں جلدی کرے (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، موطاء امام مالک ومسند احمد) لہٰذا ہمیں چاہئے کہ غیر ضروری سفر سے ہمیشہ پرہیز کریں اور جب تک کوئی واقعی اور مفید ضرورت پیش نہ آئے اس وقت تک سفر نہ کریں، بلکہ بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں اور جوں ہی ضرورت پوری ہوجائے فوراً اپنے گھر لوٹ آئیں،اسی میں ہر طرح کی عافیت اور خیر ہے، محسنِ انسانیت حضور ﷺ کی پاکیزہ ہدایات پر عمل کرکے ہی ہم دنیا وآخرت میں سرخرو ہوسکتے ہیں۔

بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ رہنے کے لئے گھر، کاروبار کے لئے دوکان، یا دفتر وغیرہ، اور نماز کے لئے مسجد کو مخصوص رکھے، اور اس کے علاوہ کسی دوسری جگہ کو اپنا مستقل ٹھکانا نہ بنائے آج کے دور میں باہر نکلنا اور اِدھر اُدھر فضول گھومنا پھرنا اور اٹھنا، بیٹھنا فتنوں سے خالی نہیں، اسی لئے حضور ﷺ جب سفر شروع فرماتے تو جو دعا پڑھتے اس کا ترجمہ یہ ہے:

اے اللہ میں آپ کی پناہ لیتا ہوں سفر کی مشقت سے اور واپسی کی تکلیف سے اور خوبی کے بعد برائی کی طرف لوٹنے سے اور مظلوم کی بددعا سے اور مال میں اور اہل وعیال میں برا منظر دیکھنے سے (مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مقالات و مضامین

مفتی منظور احمد

مصیبت اور غم کا مُداوا

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا میری بیوی کا انتقال ہوا تو محمد بن کعب قرضی میرے پاس تعزیت کے لئے آئے، انہوں نے مجھے (میرے غم کی حالت میں) یہ واقعہ سنایا (جس سے مجھے تسلی ہوئی) کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم تھا جو اپنی بیوی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، اس کی بیوی وفات پا گئی جس کی وجہ سے اسے سخت غم اور افسوس ہوا، وہ غم کے مارے لوگوں سے الگ ہو کر ایک کمرے میں چلا گیا اور اسے اندر سے بند کر دیا تا کہ اس کے پاس کوئی نہ آ سکے، ایک عورت کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو وہ اس کے کمرے کے دروازے پر آئی جہاں لوگ جمع تھے، اس نے کہا مجھے ایک مسئلہ درپیش ہے جس کا جواب اس شخص سے پوچھنا چاہتی ہوں اور اس سلسلے میں میرا اس سے بالمشافہ ملنا ضروری ہے، سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت اس کے دروازے پر کھڑی رہی اور کہا کہ میں ہر صورت میں اس سے ملوں گی، اس کے اصرار پر ایک شخص نے باہر سے آواز دی کہ آپ کے دروازے پر ایک عورت کھڑی ہے جو آپ سے بالمشافہ ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہے سب لوگ جا چکے ہیں مگر وہ دروازہ نہیں چھوڑتی، اس عالم نے عورت کو اندر آنے کی اجازت دے دی اس نے اندر آ کر کہا کہ میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتی ہوں عالم نے جواب دیا کیا مسئلہ ہے؟ عورت نے کہا میں نے اپنی پڑوسن سے زیور مانگ کر لیا تھا جسے میں خود بھی پہنتی رہی اور دوسروں کو بھی پہننے کے لئے دیتی رہی اور وہ عرصہ دراز تک میرے پاس رہا اب اس نے پیغام بھیجا ہے کہ زیور مجھے واپس کرو کیا میں اسے واپس کردوں؟ عالم نے جواب دیا کہ واپس کر دو، اس نے کہا کہ یہ تو کافی عرصے سے میرے پاس ہے، عالم نے کہا کہ جب اس نے تمہیں یہ زیور عاریۃً دیا ہے تو اسے واپس لینا اس کا حق ہے اور واپس کرنا تمہارے لئے ضروری ہے، اس پر عورت بولی: اللہ آپ پر رحم کرے کیا آپ ایسی چیز پر غم کے مارے مر رہے ہیں جو اللہ نے آپ کو عاریۃً دی تھی اور پھر واپس لے لی، کیونکہ اسے واپس لینے کا حق ہے، عالم کو عورت کی بات سمجھ میں آ گئی اور اسے بڑی تسلی ہوئی (الامثال لحکیم الترمذی ص ۴۸)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جن کے جنتی ہونے کی حضور ﷺ نے بشارت دی ہے ایک مرتبہ ان کے

صاحبزادے بیمار ہوگئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان کے شوہر تھے، وہ بیٹے کو بیمار چھوڑ کر کام پر چلے گئے، اسی دوران میں صاحبزادے کا انتقال ہوگیا، حضرت ام سلیم نے ان پر کپڑا ڈالا، جس کوٹھری میں ان کا انتقال ہوا تھا نعش اسی میں رہنے دی اور آکر حضرت ابوطلحہ کے لئے کھانا تیار کرنے لگیں، حضرت ابوطلحہ روزے سے تھے، حضرت ام سلیم نے یہ پسند نہ کیا کہ افطار سے پہلے انہیں اس غم میں مبتلا کریں، حضرت ابوطلحہ شام کو گھر آئے بچے کا حال پوچھا اور اسے دیکھنے کے لئے کوٹھری میں جانے لگے لیکن ام سلیم نے کہا ''وہ اچھی حالت میں ہے اسے دیکھنے کی ضرورت نہیں'' حضرت ابوطلحہ نے مطمئن ہوکر روزہ افطار کیا حضرت ام سلیم نے اپنے شوہر کے لئے حسبِ معمول سنگھار بھی کیا اور گھر کی فضا پر حادثے کا معمولی اثر بھی نہ ہونے دیا، رات حسبِ معمول ہنستے کھیلتے گزری، تہجد کے وقت ام سلیم نے حضرت ابوطلحہ سے کہا:

ابوطلحہ! فلاں قبیلے کے لوگ عجیب ہیں، انہوں نے اپنے پڑوسیوں سے کوئی چیز عاریۃً مانگی، پڑوسیوں نے دے دی مگر یہ اپنی سمجھ بیٹھے، اب وہ اپنی چیز مانگتے ہیں تو یہ ان پر ناراض ہوتے ہیں''

ابوطلحہ نے کہا: ''انہوں نے بڑا برا کیا، یہ تو انصاف کے صریح خلاف ہے''

اس پر ام سلیم بولیں: آپ کا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاریۃً دیا تھا اور اب اس نے اس کو واپس بلالیا ہے، وہی اس کا مالک تھا، ہمیں صبر کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

ابوطلحہ یہ سن کر حیران رہ گئے اور جاکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ام سلیم نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے، آپ نے جواب میں فرمایا:

یَا اَبَا طَلْحَۃَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا فِی لَیْلَتِکُمَا

ابوطلحہ! اللہ نے تمہاری گزشتہ رات میں تم پر بڑی برکتیں نازل کی ہیں (تراشے ص ۴۷)

کسی قریبی محبوب، عزیز مال، ملازمت یا کسی بھی پسندیدہ چیز کے فوت ہونے پر غم اور افسوس کا ہونا ایک فطری بات ہے، لیکن بعض لوگ اس غم میں اعتدال کی حدود سے نکل جاتے ہیں اور غیر شرعی چیزوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اس کی وجہ سے پھر مزید مشکلات کا شکار ہوتے ہیں، کسی مصیبت، یا کسی چیز کے فوت ہونے پر غم ہلکا کرنے اور اسے حدود میں رکھنے کے لئے یہ ایک بہترین نسخہ ہے کہ اس بات کا مراقبہ واستحضار رکھا جائے کہ جو چیز فوت ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مملوک تھی اور اس نے مجھے صرف کچھ عرصہ کے لئے عاریۃً دی تھی اور اب اپنی وہ مملوکہ چیز واپس لے لی ہے۔

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ

مفتی محمد رضوان

پریشان کُن خیالات ووساوِس اور اُن کا علاج

(قسط ۱)

آج کل اکثر لوگوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کو عجیب وغریب قسم کے وسوسے آتے ہیں اور یہ کہ وہ ان وسوسوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں، مگر کسی طرح بھی وسوسوں سے نجات نہیں ملتی، لہٰذا انہیں کوئی ایسا حل یا وظیفہ وغیرہ بتایا جائے جس سے انہیں ہمیشہ کے لئے گندے خیالات اور برے وسوسوں سے نجات حاصل ہوجائے۔

حالانکہ جو خیالات اور وساوس اپنے ارادہ اور اختیار کے بغیر آتے ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے اُن پر انسان کی پکڑ اور موٴاخذہ نہیں ہے، کیونکہ غیر اختیاری چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلّف نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں واضح طور پر ارشاد ہے:

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا" (سورہ بقرہ)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو (شرعی احکام میں) ذمہ داری سپرد نہیں فرماتے مگر اسی چیز کی جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو'

لہٰذا وہ خیالات اور وسوسے جو انسان کے دل میں اس کے ارادہ اور قصد واختیار کے بغیر آجاتے ہیں اور ان کے خلاف ارادہ کرنے کی صورت میں بھی آتے رہتے ہیں، ایسے غیر اختیاری خیالات اور وسوسوں کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے معاف فرمادیا ہے خواہ وہ خیالات اور وسوسے کتنے ہی گندے اور برے کیوں نہ ہوں (معارف القرآن ج ا ص ۶۹۰ بتغیر)

البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب غیر اختیاری طور پر خود بخود گندے خیالات اور بُرے وسوسے آئیں تو ان کی طرف توجہ نہ کی جائے اور اپنے ارادہ سے ان کے بارے میں منفی یا مثبت رائے قائم کرکے کوئی تدبیر نہ کی جائے، بلکہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ کر اپنے کام میں اپنے آپ کو مصروف ومشغول رکھا جائے، کیونکہ اگر اِن خیالات اور وسوسوں کو اچھا سمجھا گیا تو بھی نقصان ہے اور برا سمجھ کر ان کو ہٹانے اور دور کرنے کی کوشش کی گئی تو بھی نقصان ہے، سوچنا چاہئے کہ جب ان کا آنا غیر اختیاری تھا تو ان کا چلا جانا بھی غیر اختیاری

Idara Ghufran

ہوگا، جو چیز اپنے اختیار کے بغیر آئی تھی اس کا چلے جانا بھی اختیار کے بغیر ہی ہوگا، گندے خیالات اور برے وسوسوں کی مثال بجلی کے کرنٹ کی طرح ہے کہ اگر کہیں راستے میں بجلی کے کرنٹ والی تار پڑی ہوتو اس کو ہٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں لگانا بھی نقصان دہ ہے اور اس کے اوپر سے پاؤں رکھ کر گزرنا بھی نقصان دہ ہے، اس کا اصل حل یہی ہے کہ انسان کسی اور طرف سے گزر کر جائے۔

لہٰذا اصل طریقہ یہ ہے کہ نہ تو اپنے اختیار سے وساوس اور خیالات کو لائے اور خود سے آجائیں تو ان کی طرف متوجہ نہ ہو کیونکہ دشمن کو نہ تو خود منہ لگنا چاہئے اور نہ ہی دشمن کو منہ لگانا چاہئے۔

ساری خرابی یہاں سے پیدا ہوتی ہے کہ انسان ان خیالات اور وساوس کی طرف اپنی توجہ کر لیتا ہے۔

دل و دماغ میں اچھے خیالات بھی آتے رہیں گے اور برے بھی کیونکہ یہ سرکاری سڑک اور راستہ ہے جس سے مؤمن و کافر، متقی و نیک اور فاسق و فاجر ہر ایک کا گزر رہتا ہے،

جب گندے خیالات اور برے وسوسے آئیں اس وقت انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے کام میں لگا رہے اور ان خیالوں اور وسوسوں کی طرف بالکل متوجہ نہ ہو، مثل مشہور ہے کہ ''کتا بھونک رہا ہے اور گاڑی چل رہی ہے'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کتا بھونک رہا ہو اور کوئی شخص گاڑی میں سفر کر رہا ہو تو اسے چاہئے کہ کتے کو اپنے بھونکنے کا کام کرنے دے اور خود سفر جاری رکھے، نہ تو کتے کو بھونکنے سے روکے اور نہ خود وہاں رکے، بلکہ اپنے کام سے کام رکھے، خیالات اور وساوس کو اگر کوئی ہٹانا چاہے تو یہ بھی دراصل ان کی طرف متوجہ ہونا ہی ہے، کیونکہ ان کو ہٹانے کے لئے بھی ان کو سوچنا اور ان کی طرف متوجہ ہونا لازم آتا ہے،

پس بہترین اور عمدہ حل یہی ہے کہ اپنے آپ کو کسی دوسرے کام میں مصروف اور اپنی توجہ کو کارآمد چیز میں مشغول رکھے، پھر خیالات خواہ کتنے ہی زیادہ اور کتنے ہی برے اور شدید کیوں نہ ہوں، انشاء اللہ تعالیٰ ان سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔

یاد رکھئے! کہ سوتے ہوئے خوابات اور جاگتے ہوئے خیالات انسان کے اختیار میں نہیں ہوتے، لہٰذا ان پر کامیابی اور ناکامی کا دارومدار نہیں رکھا جا سکتا، کیونکہ یہ دراصل احوال ہیں، اعمال نہیں اور کامیابی کا دارومدار احوال پر نہیں بلکہ اعمال پر ہے۔

بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گندے خیالوں اور برے وسوسوں کا آنا جبکہ ان کو غلط اور برا بھی سمجھا جائے صاف اور واضح ایمان ہونے کی نشانی ہے (جاری......)

مقالات و مضامین ترتیب: مفتی محمد رضوان

مکتوباتِ مسیح الامت (قسط۴)

(بنام حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی، ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ ''التبلیغ'' میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں
عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں (..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۶) (مؤرخہ ۳/ جمادی الاُخریٰ ۱۴۱۰ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عرض: حضرت سے اجازت چاہتا ہوں کہ آئندہ ہفتہ عشرہ کے اندر میں اور اہلیہ جناب کی خدمت میں حاضر ہوں اور حسبِ سالِ سابق دو روز جناب کے در دولت پر مقیم رہ کر مستفیض ہوں۔

ارشاد: افاضہ تو فیاض حقیقی منجانب اللہ تعالیٰ۔ تشریف آوری سے دل ضرور مسرور ہوگا۔

عرض: حضرت کو دیکھنے کا میرے قلب پر بہت تقاضا ہے۔

ارشاد: معلوم ہو کر سرور رہوا۔

عرض: حضرت دعا کر دیں کہ ہم دونوں کا قیام صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ گزار دے۔ فقط والسلام خادم محمد قیصر عفی عنہ۔

ارشاد: آمین اللہ تعالیٰ بامسرت رکھیں۔

مکتوب نمبر (۷) (۲۳ر جمادی الاٰ خریٰ ۱۴۱۰ھ)

(از باغپت ہندوستان)

☒ **عرض:** مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

✍ **ارشاد:** مکرم زید مجدہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☒ **عرض:** اطلاعاً عرض ہے کہ احقر مع اہلیہ کے انشاء اللہ تعالیٰ چہار شنبہ (بدھ) کے دن ۲۴ر جنوری کو دھلی سے بعد عصر کراچی روانہ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر کو گزار دیں۔

✍ **ارشاد:** اللہ تعالیٰ بخیر وعافیت پہونچائیں۔

☒ **عرض:** ہم دونوں حضرت کی توجہ اور دعاؤں کے محتاج ہیں۔

✍ **ارشاد:** یہ ذرہ نوازی۔ اللہ تعالیٰ خیر وبرکات ظاہری وباطنی سے نوازیں۔

☒ **عرض:** قانون الٰہی کی رو سے بندہ کی کامل نجات (بدون عذاب وبلا دخول نار) کا دارومدار کامل ایمان پر ہے جس کے لئے کمال تقویٰ اور معیت صادقین ضروری ہے۔ اگر چہ بندہ کی تمنا اور طلب یہی ہے، اس کے حصول کی کوشش بھی ہے لیکن اب وقت پیری ہے، جو سعی ومجاھدہ کا وقت تھا وہ گزر گیا، کبھی خیال بھی نہیں آیا کہ قانون کے ذریعہ مغفرت ہو سکے گی۔ صرف اللہ کے فضل پر نظر ہے۔ لہٰذا حضرت سے درخواست ہے کہ بندۂ احقر جملہ متعلقین واحباب کے حق میں دعاء مغفرت کاملہ بر بناء فضل بلا سبب کر دیں فقط والسلام خادم محمد عشرت علی خاں قیصر عفی عنہ

✍ **ارشاد:** آنمکرم کے یہ حالات عجیبہ محمودہ ومطلوبہ بفناء وعبدیت، صد مبارک، خاص سرور ہوا۔ **اللّٰھم زدفزد واستقم دائماً**۔ آنمکرم کو محترم مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم سے اجازت بیعت حاصل ہے، ورنہ احقر بفضل رب بیعت کی اجازت پیش کر دیتا۔ محمد مسیح اللہ ۲۸ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۰ھ

تعلیماتِ حکیم الامت ترتیب: مفتی محمد رضوان

طلبۂ کرام کی اصلاح اور تربیت سے غفلت

(بسلسلہ: اصلاحُ العلماء والمدارس)

ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ تعلیم کو تو سب کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر تربیت کو ضروری نہیں سمجھتے، حالانکہ تربیت کی ضرورت تعلیم سے بھی اہم ہے، تعلیمِ درسی سے تو من کل الوجوہ (ہر اعتبار سے) اور مطلق تعلیم سے من وجہ (بعض اعتبار سے) تعلیمِ درسی سے تو اس لئے کہ وہ فرض عین نہیں، بہت صحابہ علومِ درسیہ سے خالی تھے، مگر ان پر کبھی اس (درسی علم) کو لازم نہیں کیا گیا، اور تربیت یعنی تہذیبِ نفس ہر شخص پر فرض عین ہے۔ اور مطلق تعلیم سے (تربیت) اس (لئے اہم ہے) کہ مقصود تعلیم سے تربیت ہی ہوتی ہے، کیونکہ تعلیم (کا مطلب) علم دینا ہے، اور تربیت (کا مطلب) عمل کرانا، اور (یہ بات ظاہر ہے کہ) علم سے مقصود عمل ہی ہے، اور مقصود کا (غیر مقصود سے) اہم ہونا (بالکل) ظاہر ہے (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ دوم ص ۱۹۶)

آج کل عام طور پر دینی مدارس میں طلبہ کرام کی تربیت واصلاح میں بہت کمزوری پائی جاتی ہے۔

دینی مدارس کا مقصود بہت سے حضرات نے تو صرف تعلیم کو ہی بنالیا ہے، ہمیشہ مدرسہ کے اچھا یا غیر اچھا ہونے کا معیار تعلیم کو ہی سمجھا جاتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں مدرسہ میں تعلیم بہت اچھی اور بہت اعلیٰ ہے، اور کسی مدرسہ کے بارے میں سوال کرنے والا بھی عام طور پر یہی سوال کرتا ہے کہ فلاں مدرسہ کی تعلیم کیسی ہے؟ طلبہ کی کتنی تعداد ہے؟ بس تعلیم پر ہی سارا زور لگایا جاتا ہے، عام طور پر مہتمم صاحب سے لے کر مدرسین تک کسی کو جب بھی کبھی مدرسہ کی بہتری اور ترقی کی سوجھتی ہے اور اس بارے میں مشورہ ہوتا ہے تو تعلیم کی بہترائی، کتابوں کی تکمیل پر ہی مشورہ کیا جاتا ہے اور اسی کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں، اور بعض حضرات نے تو تعلیم سے بھی زیادہ تعمیر اور طلبہ کی تکثیر کو اہم سمجھ لیا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بہت عالیشان مدرسہ ہے، دو منزلہ تین منزلہ عمارت ہے، طلبہ کی تعداد اتنی ہے اور لوگوں کو تعاون اور چندہ کی طرف راغب کرنے کے لئے بھی بڑھ چڑھ کر عمارتوں کے حسن وجمال اور طلبہ کی تعداد ہی کو پیش کیا جاتا ہے، ان کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔ گویا کہ ان حضرات نے مدرسہ کی تعمیر اور طلبہ کی تکثیر وتعداد کو سب

Idara Ghufran

سے پہلا درجہ اور تعلیم کو دوسرا درجہ دے دیا اور تعمیل و تربیت کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا، حالانکہ اصل چیز تعمیل و تربیت تھی پھر تعلیم اور اس کے بعد طلبہ کی تکثیر کا درجہ تھا اور آخری درجہ میں تعمیر تھی، گویا کہ صرف ظاہری شکل وصورت اور تعداد وکمیت اور کام کے عام اور وسیع ہونے کو مقصود سمجھ لیا گیا ہے اور حقیقی روح اور کیفیت اور کام کے تام اور مکمل ہونے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور اسی اُلٹی رِیت کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ عوام کے سامنے بھکاریوں کے انداز میں چندہ مانگنے اور اس کے لئے در بدر امیروں کے دروازوں پر جانے کی خاطر اپنی عزت کو داؤ پر لگایا جاتا ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر بدبختی، کم نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے۔

بعض مدارس کے طلبہ کا تو حلیہ اور وضع قطع بھی دینی طلبہ کے مطابق نہیں ہوتی، نمازوں میں بھی کوتاہی سامنے آتی ہے، طلبہ باہر گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرتے ہیں، چھوٹے، بڑے طلبہ کا باہم غیر ضروری اختلاط اور میل جول ہوتا ہے، آپس میں غلط تعلقات اور دوستیاں قائم ہوتی ہیں، سینما ہالوں میں جا کر فلمیں دیکھتے ہیں، گلی محلوں میں جا کر ٹی وی وغیرہ پر کھیل اور میچ وغیرہ دیکھتے ہیں، ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں، ایک دوسرے کی چیزیں چوری کرتے ہیں اور اس طرح کی سینکڑوں خرابیاں موجود ہوتی ہیں دراصل ایک طبقہ علماء کے روپ میں ایسا آ گیا ہے جس کا مقصد مدرسہ کی شکل میں ایک قسم کی دوکان کھولنا، اور لوگوں سے مال حاصل کر کے اپنی عیاشی کرنا ہے، نہ اسے طلبہ کی تربیت کی فکر ہے اور نہ ان کی آخرت درست کرنے کی، بھلا جن کی اپنی تربیت نہیں ہوئی اور جو خود غیر تربیت یافتہ ہیں ان سے دوسروں کی تربیت کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، ایسے نااہل اور دینی احکام سے نابلد لوگ دو چار حروف پڑھ کر اور اپنی ظاہری شکل وصورت مولویوں اور عالموں والی بنا کر مدرسہ کے مہتمم اور ذمہ دار بن بیٹھے ہیں، جنہیں نہ تو زکوٰۃ وصدقات کے مصارف کا بھی علم ہوتا اور نہ ہی ذرہ برابر مدرسہ کی ذمہ داریوں اور خاص کر مالیات کے معاملات اور نزاکت کا احساس، اور مالِ مفت دلِ بے رحم کی مثالیں سامنے آتی ہیں، مدرسہ کے اجتماعی فنڈ کو اپنا ذاتی مال اور اس کی جائیداد کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر بے دردی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔

دوسری جانب علماء کی طرف سے مداہنت اور ان کی بے جا مدافعت اور مسامحت وچشم پوشی اور مزید براں ایسے نااہلوں کی سرپرستی اور ان کی چاپلوسی وتملق سے مزید خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان حالات میں اللہ رب العزت کی طرف سے کسی بڑے وبال اور عذاب کا نازل ہو جانا اور عیاشیوں کے نتیجہ میں اللہ کی زمین کے تنگ ہو جانے کے سیاہ بادلوں کا سروں پر منڈلانا کوئی بعید نہیں۔

علم کے مینار

مولانا عبدالسلام

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام بخاری کی فقاہت

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد ''اسماعیل'' کے استاذوں میں فقہ کے مشہور امام حضرت امام مالک رحمہ اللہ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد حضرت حماد بن زید اور حضرت عبداللہ بن مبارک شامل ہیں امام بخاری جن کا نام بڑی عزت واحترام سے لیا جاتا ہے اوران کی کتاب بخاری شریف کو احادیث کی کتابوں میں نمایاں مقام اور قبولیت حاصل ہے امام بخاری رحمہ اللہ اوران کی کتاب بخاری کو یہ مقام ویسے ہی نہیں ملا بلکہ اس میں حضرت امام بخاری کے اخلاص محنت اور جدو جہد کا بہت بڑا دخل ہے حضرت امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف ۱۶ سال کی انتہائی انتھک محنت ومشقت کے بعد لکھی، ایک ایک حدیث کی تحقیق کے لئے دور دراز کے سفر کی تکالیف برداشت کیں اور حرم شریف جیسی مبارک جگہ میں روزانہ روزہ کی حالت میں یہ کتاب لکھی، ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے غسل اور دو رکعات نفل پڑھنے کا معمول تھا۔

امام بخاری نے علم حاصل کرنے کی خاطر فاقے بھی برداشت کئے اور پتے گھاس تک کھا کر گزارہ کیا، بعض اوقات اپنا لباس تک فروخت کر دینے کی نوبت بھی آئی، ایک مرتبہ امام بخاری دریا کا لمبا سفر کر رہے تھے اور ایک ہزار اشرفیاں آپ کے ساتھ تھیں، ایک شخص جو آپ کے ساتھ سفر کر رہا تھا وہ اپنی مکاری اور چالاکی سے امام صاحب کے قریب ہو گیا اور امام بخاری سے راز کی باتیں حاصل کرلیں اور یہ بھی پتہ چلا لیا کہ ان کے پاس ہزار اشرفیاں ہیں، اس کے بعد موقع پا کر ایک دن سفر ہی میں اچانک اس شخص نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اور کہنے لگا کہ میری ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی غائب ہے چنانچہ کشتی والوں کی تلاشی شروع ہوئی امام بخاری نے موقعہ پا کر چپکے سے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی، تلاشی کے باوجود تھیلی دستیاب نہ ہو سکی تو لوگوں نے اس کو ملامت کیا سفر کے اختتام پر وہ شخص امام بخاری سے پوچھتا ہے کہ آپ کی وہ اشرفیاں کہاں گئیں امام صاحب نے فرمایا میں نے ان کو دریا میں ڈال دیا، کہنے لگا کہ اتنی بڑی رقم کو آپ نے ضائع کر دیا فرمایا میری زندگی کی اصل کمائی ثقاہت اور لوگوں کے مجھ پر اعتماد کرنے کی دولت ہے چند اشرفیوں کے عوض میں اس کو کیسے تباہ کر سکتا تھا؟

امام بخاری کے اس طرح کی احتیاط اور تقویٰ کی بدولت آپ کی احادیث پر امت کو اعتماد کا شرف حاصل ہوا

امام بخاری رحمہ اللہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں (علم حاصل کرنے کی خاطر) ملکِ شام، مصر اور جزیرہ دو مرتبہ گیا، بصرہ چار مرتبہ گیا، حجازِ مقدس میں چھ سال مقیم رہا، اور (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاقہ) کوفہ و بغداد میں محدثین کے ساتھ مجھے کتنی مرتبہ جانا پڑا یہ تو میں شمار بھی نہیں کرسکتا'' (ہدی الساری ص ۴۷۸)

بخاری شریف کے راویوں میں سب سے زیادہ تعداد جس شہر کے راویوں کی ہے وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے مرکز کوفہ شہر ہی کی ہے (ایضاً ص ۴۷۴)

امام بخاری رحمہ اللہ کے وہ مشائخ اور اساتذہ جن سے آپ نے بخاری شریف میں براہ راست روایات نقل فرمائی ہیں ان کی تعداد تقریباً تین سو دس ہے، جن میں سے پونے دوسو کے قریب راوی عراقی اور ان میں بھی پینتالیس راوی خاص کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ جبکہ موجودہ دور کے غیر مقلدین کوفہ کے محدثین سے سخت نفرت رکھتے ہیں اور امام بخاری سے محبت کے دعویدار ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا مسلک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور نواب صدیق حسن خان صاحب (غیر مقلد) کی تحقیق کے مطابق شافعی اور علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم رحمہما اللہ (جن کو موجودہ دور کے غیر مقلدین اپنا پیشوا مانتے ہیں) کی تحقیق کے مطابق حنبلی ہے (ملاحظہ ہو ''غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں، مرتبہ انوارِ خورشید صاحب)

اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ فقہ اور فقہاء کی فضیلت و اہمیت کو احادیث سے ثابت کرتے اور موجودہ غیر مقلدین کی تردید کرتے ہوئے باب قائم فرماتے ہیں ''**باب من یرد اللہ به خیر ایفقهه فی الدین**''

''کہ یہ باب اس بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقاہت عطا فرماتے ہیں'' (ملاحظہ ہو بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶)

بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۹۲ پر امام بخاری نے مجتہدین کے اجتہاد کی فضیلت پر اس طرح باب قائم فرمایا ہے ''**باب اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ**'' یعنی اگر کوئی اہل حاکم اجتہاد کرے پھر اس کا اجتہاد درست ہو یا خطا بہر حال اسے اجر و ثواب حاصل ہوگا۔

اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بخاری شریف ج ۲ ص ۷۹۱ میں ایک وقت کی تین طلاقوں کے واقع ہو جانے کے بارے میں باب اس طرح قائم کر کے ''**باب من اجاز طلاق الثلاث لقول اللہ**

تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف اوتسریح باحسان ''موجودہ دور کے میں وقت کی تین طلاقوں کوایک قرار دینے والے غیر مقلدین کا اپنے ساتھ رشتہ وتعلق ہونے کی نفی فرمادی، اور غیر مقلدین الطلاق مرتان سے جوغلط دلیل پکڑتے ہیں اس کی بھی نشاندھی فرمادی۔

بخارا کے حاکم نے ایک مرتبہ امام بخاری سے درخواست کی کہ آپ میرے بیٹوں کو بخاری اور تاریخ کا سبق میرے شاہی دربار میں آ کر پڑھا دیا کریں، اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ اگر ضرورت ہوتو میری مسجد میں یا گھر میں حاضر ہوکر سبق میں شرکت کریں، اور اگر یہ بات ناپسند ہوتو تم حاکم ہو، مجھے درس سے روکنا چاہوتو بھلے ہی روک دو، تاکہ قیامت کے دن میں اللہ کے سامنے اپنا عذر پیش کرسکوں لیکن میں شاہی دربار میں آ کر علم کو بے وقعت نہیں کرسکتا۔ بہرحال حاکم نے مختلف حیلوں وبہانوں سے امام بخاری کوشہر سے نکال دیا جب امام بخاری وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! اسے اس بلا میں مبتلا کردیجئے جس میں وہ مجھے مبتلا کرنا چاہتا ہے ابھی ایک ماہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ یہ حاکم معزول ہوگیا اور اس کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمایا گیا اور بہت رسوا وذلیل کیا گیا۔

کیونکہ اس نے اللہ والے کی بے ادبی کی تھی اور ان کی قدر نہ کی بلکہ ان کو رسوا کرنے کی کوشش کی، اللہ نے خود اسے ذلیل وخوار کردیا اور امام بخاری کے مقام وعزت میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ ان کا مقام ومرتبہ اورزیادہ ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کوتنگ کرنے کا وبال بعض اوقات انسان پر دنیا میں آجاتا ہے۔ اس لئے فقہاء ومحدثین اور اولیاء اللہ کی بے ادبی سے بچنا چاہئے اور ان کا ادب واحترام ملحوظ رکھ کر ان سے دین سیکھنا چاہیئے اور ان کی تعلیمات پر اعتماد کرنا چاہیئے اور ان کی شان میں بدگمانی اور بدزبانی سے باز رہنا چاہیئے، اس کے بغیر علمِ دین کی دولت ونعمت حاصل نہیں ہوتی۔

نگاہ کی کمزوری دور کرنے کا عمل

نیچے درج شدہ قرآن کی آیت کو ہرنماز کے بعد تین مرتبہ اخلاص اور توجہ کے ساتھ پڑھ کر اور انگلی پر دم کر کے اپنی آنکھوں پر لگالیا کرے، انشاء اللہ تعالیٰ نگاہ کمزور نہ ہوگی، اور جتنی کمزور ہوچکی ہے اس سے بھی نجات حاصل ہوجائے گی، آیت یہ ہے: فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَآئَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ

(سورہ قٓ آیت ۲۲)(اعمال قرآنی بتغیر حصہ اول ص ۱۸)

تذکرۂ اولیاء مولوی طارق محمود

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

تابعین کے سردار حسن بصری رحمہ اللہ

(دوسری وآخری قسط)

حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں آخرت کے علاوہ کسی اور چیز کا ذکر نہیں ہوتا تھا، امام اشعث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے ہم سے نہ دنیا کی کوئی بات پوچھی اور نہ ہی دنیا کی کسی بات کی خبر دی، حالانکہ یہ زمانہ بڑا انتشار والا تھا، ملک میں ظلم وستم اور افراتفری وبدامنی تھی لیکن اس کے باوجود حسن بصری صرف اور صرف آخرت کا ذکر کرتے رہے۔

امام حُمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ مکرمہ میں امام شعبی رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ سے تنہائی میں ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی، توانھوں نے فرمایا جب دل چاہے آجائیں (انشاء اللہ) ملاقات ہو جائے گی، چنانچہ ایک دن ہم ان سے ملاقات کے لئے پہنچ گئے، جس وقت ہم اندر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ حسن بصری قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے ایک عجیب کیفیت سے کہہ رہے ہیں:

”ابن آدم تو غیر موجود تھا تجھے وجود بخشا گیا، تو نے مانگا، تجھے عطا کیا گیا، لیکن جب تیری باری آئی اور تجھ سے مانگا گیا تو تو نے (اللہ کا حکم ماننے سے) انکار کردیا، افسوس کہ تو نے کتنا برا کام کیا“

یہ کہہ کر وہ بے خبر ہوگئے، یہ حالت دیکھ کر امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ واپس چلو شیخ اس وقت کسی اور دنیا میں ہیں۔ اگر کوئی شخص حسن بصری رحمہ اللہ کی ان کے منہ پر تعریف کرتا تو انہیں سخت ناگوار گذرتا اور کوئی ان کے لئے دعا کرتا تو وہ اس سے خوش ہوتے تھے۔

ایک موقع پر عمر بن ھبیرہ نے جب خلیفۂ وقت یزید بن عبدالملک کی بعض شریعت کے خلاف باتوں پر عمل کرنے یا نہ کرنے سے متعلق پوچھا، تو حضرت حسن بصری نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”اے ھبیرہ کے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے یزید کے بارہ میں ڈرو اور یزید سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں مت ڈرو، یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری یزید کے شر سے حفاظت کرے گا اور یزید تجھ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچائے گا، اے ھبیرہ کے بیٹے یہ بات یاد رکھو کہ کسی

Idara Ghufran

بھی وقت ایسا مضبوط اور سخت فرشتہ اترنے والا ہے، جو تیرے اقتدار کو چھین کر تجھ کو قبر کی تنگی میں دفن کردے گا، وہاں نہ یزید بن عبدالملک تیرے کام آئے گا اور نہ کوئی اور طاقت، البتہ تیرا وہ عمل سامنے ہوگا جس میں تو نے یزید کے پروردگار کی مخالفت کی تھی، اے ھبیرہ کے بیٹے! اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس کی اطاعت کر رہا ہے تو یہ بات تجھ کو یزید کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے، اور اگر تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے اور یزید بن عبدالملک کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو یزید کے حوالے کردے گا (اور اپنی رحمت سے محروم کردے گا) اے ھبیرہ کے بیٹے! یہ بات اچھی طرح سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں''

آپ کے ارشادات جہاں ہوتے ہیں قیمتی موتیوں کی طرح روشنیاں بکھیر دیتے ہیں، فرماتے ہیں:

❁ مُردے کے لئے سب سے برے خود اس کے گھر والے ہوتے ہیں، کہ اس پر روتے چلّاتے ہیں حالانکہ اس کے مقابلے میں میت کا قرض ادا کرنا ان کے لئے آسان نہیں ہوتا ❁ اگر انسان کو اپنی موت کی رفتار پر نظر ہوتی تو اپنی امیدوں اور آرزؤں کا دشمن ہوجاتا ❁ فقیہہ عالم وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو، دین میں بصیرت رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھتا ہو ❁ دنیا درحقیقت تمہاری سواری ہے اگر تم اس پر سوار ہوگئے تو وہ تم کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر چلے گی، اگر دنیا تم پر سوار ہوگئی تو تم کو ہلاک کردے گی ❁ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے دنیا طلب کی اور اس کو آخرت ملی ہو، البتہ جو آخرت چاہتا ہے اس کو دنیا بھی ملتی ہے ❁ دنیا و آخرت کی مثال مشرق اور مغرب کی طرح ہے، تم جس سمت کے قریب ہوگے دوسری سمت تم سے اتنی ہی دور ہوجائے گی، اب تم خود فیصلہ کرلو کہ تم کس سمت کے قریب ہونا چاہتے ہو ❁ دنیا کا تعارف کرتے ہوئے فرمایا، میں ایسے مقام کی حالت کیا بتاؤں جس کا پہلا حصہ مشقت و مشکلات ہیں اور آخری حصہ موت ہے ❁ متواضع ہونے کی شرط یہ ہے کہ جب گھر سے باہر کسی سے بھی ملے تو اس کو اپنے سے افضل و برتر سمجھے ❁ جب بندہ گناہوں کے بعد توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی قربت میں اضافہ ہوجاتا ہے ❁ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اس سے ضرور دوستی کرو کیونکہ جو نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے تو گویا کہ وہ

اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے ٭ اسلام یہ ہے کہ تم اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو اور ہر مسلمان تمہارے ہاتھوں سے محفوظ رہے"

حسن بصری کی وفات سے ایک دن پہلے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک پرندہ مسجد کی خوبصورت اینٹ اٹھا کر لے گیا، تعبیر بیان کرنے والے اس وقت کے سب سے بڑے عالم امام ابن سیرین نے اس کی یہ تعبیر بیان کی کہ حسن بصری کا انتقال ہوگیا ہے، ابھی چند گھنٹے نہ گذرے تھے کہ آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہوگئی، آپ کا انتقال جمعہ کی شب ۱۱۰ھ کو ہوا، جمعہ کی نماز کے بعد آپ کی تدفین ہوئی، آپ کے جنازہ میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، شہر اس طرح خالی ہوگیا کہ مسجدوں میں کوئی عصر کی نماز پڑھنے والا نہیں تھا۔

زندگی کے آخری لمحات میں لکھنے والے کو بلایا اور اس سے لکھوایا:

حسن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" جس نے موت کے وقت سچے دل سے اس کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

تصوف کے سارے سلسلے آپ ہی کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتے ہیں، صوفیاء کے تذکروں میں آپ کا نام سرفہرست ملتا ہے، آپ کے اقوال تصوف کی تعلیم کا نصاب مانے جاتے ہیں، گویا کہ آپ ہی وہ سرچشمہ ہیں جس سے تصوف کی ساری نہریں پھوٹ کر دنیا میں پھیلیں، بعض حضرات حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت اور حدیث میں ان سے روایت ثابت ہونے کا انکار کرتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ کتبِ تاریخ اور اسماء الرجال کے حوالوں سے یہ بات ثابت ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور روایتِ حدیث ثابت ہے، صوفیائے کرام کے بہت بڑے طبقے کا اس بیعت کے ثبوت پر اتفاق اس کی بڑی دلیل ہے، کیونکہ صوفیائے کرام کا اتنا بڑا طبقہ کسی طرح بھی ایسی غلط بات پر اتفاق نہیں کرسکتا (تہذیب التہذیب ج۲ ص۲۶۴، ۲۶۶) حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "کہ اربابِ طریقت کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب یقینی طور پر منسوب ہیں، سلف سے خلف تک تمام اکابرِ صوفیاء حسن بصری رحمہ اللہ کو سلسلۂ تصوف کا سرچشمہ اور شیخ الشیوخ تسلیم کرتے ہیں" خلاصہ یہ کہ حسن بصری رحمہ اللہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت اور روایت دونوں ثابت ہیں اس لئے حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک سلسلۂ تصوف کے متصل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے، اس سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کی کتب میں درج شجرۂ طریقت صحیح اور درست ہے۔

Iqra Ghufran

پیارے بچو! ابوریحان

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

بچوں کو پڑھائیے پڑھ کر سنائیے

بچّو! پانی میں ڈوب کر مرنے سے بچو

4 جولائی 2004ء اتوار چھٹی کا دن تھا کہ ایک ہی خاندان کے پانچ افراد محمد سعیدؔ جس کی عمر 40 سال تھی اور محمد جہانگیرؔ جس کی عمر 35 سال تھی اور ان کے ساتھ تین چھوٹے بچے جن میں سے ایک کا نام بلالؔ تھا اور اس کی عمر صرف 12 سال تھی، دوسرے کا نام عبیدؔ تھا اور اس کی عمر صرف 9 سال تھی، اور تیسری بچی جس کا نام رابعہؔ تھا اور اس کی عمر صرف 4 سال تھی، پکنک منانے کے لئے کراچی کے سمندر کے کنارے پر چلے گئے، اور وہاں جا کر پانی میں نہانا شروع کر دیا، اسی دوران اچانک تیز اور خطرناک پانی کی لہر آئی اور ان چھوٹے بڑے پانچوں افراد کو اپنی تیز لپیٹ میں لے کر گہرے سمندر میں چلی گئی، اور اس طرح یہ پانچوں افراد گہرے سمندر اور تیز پانی کی لہر میں ڈوب کر فوت ہو گئے، جس کے بعد ان کی نعشوں کو تلاش کیا گیا مگر ان میں سے کسی کی بھی نعش نہیں ملی (خبر روزنامہ اسلام راولپنڈی 5 / جولائی 2004ء، ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز پیر)

بچو! آپ نے دیکھا کہ کس طرح ایک ہی خاندان کے چھوٹے بڑے پانچوں افراد، ہنستے، کھیلتے اور نہاتے ہوئے پانی میں ڈوب کر دنیا سے چل بسے، اور نعشیں بھی نہیں ملیں، پانی کے سامنے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکا معلوم نہیں یہ لوگ مرنے کے بعد سمندر کے کس حصے میں جا کر کون کونسے جانور کی غذا بنے ہوں گے، کیونکہ سمندر میں بے شمار چھوٹے بڑے جانور ہوتے ہیں جو اپنے شکار کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں اور جوں ہی انہیں کوئی غذا ملتی ہے، تو ہر طرف سے سارے جانور جھپٹ کر اسے کھا لیتے ہیں اور سمندر میں بعض جانور اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ وہ ایک سانس ہی میں پورے انسان کو اپنے پیٹ میں لے جاتے ہیں۔

بچو! پانی بہت خطرناک چیز ہے، جب یہ تیزی سے کسی کی طرف آتا ہے تو اس کا مقابلہ کرنا اور اس سے جان بچانا بہت مشکل ہو جاتا ہے، دیکھو مرنے والے یہ بندے گہرے پانی میں چل کر نہیں گئے تھے، بلکہ گہرے پانی سے دور رہ کر تھوڑے پانی میں ہی کھڑے ہو کر مزے لے رہے تھے، اور گرمی کے موسم میں ویسے بھی انسان کو پانی اچھا لگتا ہے اس میں جسم ڈال کر یا پانی جسم پر ڈال کر مزہ آتا ہے، مگر جب تیز پانی آیا تو سارا

Idara Ghufran

مزہ ختم ہوگیا اور پانی نے ذراسی دیر میں سارے افراد کو ایک دوسرے سے دور اور دنیا سے بھی اتنا دور کردیا کہ اس کے بعد دنیا میں لوٹ کر آنا بھی ممکن نہیں۔

یہ واقعہ تو پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں 4 جولائی کو اتوار کے دن پیش آیا اور اس سے اگلے ہی دن 5 جولائی پیر کے دن پاکستان کے دارالحکومت ''اسلام آباد'' میں چک شہزاد کے قریب زرعی تحقیقاتی کونسل میں واقع مچھلیوں کے تالاب میں چار لڑکوں کے ڈوب کر فوت ہوجانے کا المناک سانحہ پیش آ گیا، یہ چاروں لڑکے صبح سویرے مچھلیوں کے تالاب کے قریب گھومنے پھرنے کے لئے گئے تھے، جن میں عمر اور ابوبکر دو جڑواں سگے بھائی تھے اور دوسرے دولڑکے مبشر اور عاطف بھی سگے بھائی تھے، ان میں سے دولڑکے آٹھویں جماعت میں اور دولڑکے نویں جماعت میں پڑھ رہے تھے، ان چاروں لڑکوں کی عمریں صرف 13 اور 15 سال کے درمیان تھیں، تالاب کے قریب جاکر ان میں سے ایک لڑکے کا پاؤں پھسل گیا اور وہ تالاب میں گر پڑا، جسے بچانے کے لئے اس کا سگا بھائی اور دوسرے دونوں سگے بھائی بھی آگے بڑھے، مگران میں سے کوئی بھی پانی کا مقابلہ نہ کرسکا اور اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور یہ سب کے سب دس فٹ گہرے پانی میں آناً فاناً ڈوب کر فوت ہوگئے، اس موقعہ پر ان کا ایک اور پانچواں دوست بھی تھا، اس نے عقلمندی سے کام لیا اور پانی میں جانے کے بجائے فوراً گھر والوں کو اطلاع دی اور اپنی جان بچائی، واقعہ کے بعد وہاں پر موجود لوگوں نے چاروں بچوں کی نعشیں پانی سے باہر نکالیں، جس کے بعد ان بچوں کی نعشوں کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اور پوسٹ مارٹم کے بعد ان کے گھر والوں کے حوالہ کردیا گیا، ایک طرف تو یہ المناک واقعہ پیش آیا، اور دوسری طرف جب اس دلخراش سانحہ اور حادثہ کی اطلاع عمر اور ابوبکر کے فوت ہونے کے بارے میں ان کی والدہ اور دادی کو ''لیہ شہر'' میں دی گئی تو عمر اور ابوبکر کی والدہ اور دادی دونوں ہی اس صدمہ کو برداشت نہ کرسکیں اور غم سے نڈھال ہوکر اچانک فوت ہوگئیں، اسی دن دوپہر کے بعد ان چاروں بچوں کو ان کے آبائی علاقہ (فیصل آباد اور لیہ) میں کفن پہنا کر قبروں میں دفن کردیا گیا۔ اس موقعہ پر ضلع اسلام آباد کی انتظامیہ نے بچوں کے والدین سے درخواست کی کہ سب والدین اپنے بچوں کو نالوں، ڈیموں اور جھیلوں پر جانے سے روکیں، کیونکہ ذراسی لاپرواہی سے جان جاسکتی ہے (خبر روزنامہ اسلام راولپنڈی ۶ جولائی ۲۰۰۴ء، ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز منگل)

ایک اور خبر کے مطابق صوبہ سرحد سے کاروبار اور مزدوری کے لئے دو سگے بھائی کوٹلی گئے ہوئے تھے، وہاں

سخت گرمی میں پانی میں نہانے کا تقاضا ہوا، اور وہ نہانے کے لئے کوٹلی کے بان نالے میں اتر گئے، نالے میں پانی گہرا ہونے کی وجہ سے ایک بھائی ڈوبنے لگا تو اسے دوسرے بھائی نے بچانے کی کوشش کی تو وہ بھی ساتھ ہی ڈوب گیا، ساتھ میں ایک تیسرا دوست بھی پانی میں موجود تھا، اس نے شور مچا کر انہیں بچانے کی کوشش کی مگر انہیں بچانے کی خاطر وہ بھی پانی میں ڈوبکیاں کھانے لگا، اتنے میں قریب میں موجود لوگ آپہنچے اور کسی طرح سے تیسرے آدمی کو بچالیا، اس کے بعد وہاں کے لوگوں نے نعشوں کی تلاش شروع کی لیکن ابھی تک کسی کی بھی نعش نہیں ملی (خبر روزنامہ اسلام راولپنڈی ۱۰ جولائی ۲۰۰۴ء، ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ بروز ہفتہ)

دیکھا آپ نے کہ پانی کے حملہ سے کوئی دوست کسی دوست کو اور کوئی بھائی کسی بھائی کو نہیں بچا سکا، اب تمہیں اچھی طرح سمجھ آ گیا ہوگا کہ پانی کے ساتھ کھیلنے سے کتنی تباہی اور بربادی آتی ہے، ہر سال گرمیوں کے موسم میں بے شمار بچے اور بڑے، سمندروں، جھیلوں، نالوں، تالابوں اور ڈیموں میں ڈوب کر مر جاتے ہیں، اس کے باوجود لوگوں میں اتنی غفلت ہوگئی ہے کہ وہ پانی کے کھیل سے باز نہیں آتے۔

بچو! آپ سوچتے ہوں گے کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والے بڑے بے وقوف ہوتے ہیں کہ خود سے پانی میں ڈوبنے کے لئے پانی میں چلے جاتے ہیں، مگر آپ کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ پانی میں ڈوب کر مرنے والے پانی میں ڈوبنے کا ارادہ کر کے اس کے قریب نہیں جاتے، بلکہ گھومنے پھرنے، نہانے، پکنک منانے اور پانی کا مزہ لینے کے لئے جاتے ہیں اور پانی تو کسی کی نیت اور غرض کو نہیں دیکھتا وہ تو ہر ایک پر اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس طرح پکنک کے بجائے سارا ہی کام تمام ہو جاتا ہے اور پانی کے قریب جانے والے کو باہر سے تھوڑا پانی نظر آتا ہے، لیکن پانی میں جگہ جگہ خوب گہری کھائیاں ہوتی ہیں۔

گرمی کے موسم میں پانی کے قریب جانے اور پانی سے کھیلنے اور نہانے کو دل چاہتا ہے، جہاں پانی نظر آتا ہے فوراً اس کے قریب جانے کو دل للچاتا ہے، مگر جو سمجھدار اور عقلمند انسان ہوتے ہیں وہ پانی میں ڈوبنے کے خطرناک اور بھیانک انجام کو جانتے ہیں، اس لئے وہ پانی سے دور رہتے ہیں اور پانی کے علاوہ بے شمار دوسری چیزوں سے کھیل کر اپنا شوق پورا کر لیتے ہیں، مگر جو لوگ کم عقل ہوتے ہیں وہ پانی میں سیر و تفریح کی پکنک مناتے ہیں، لیکن اسی دوران گہرے پانی میں پہنچ کر بہت سی مرتبہ کشتی اُلٹ جاتی ہے اور کشتی میں بیٹھے ہوئے سارے افراد چیختے چلّاتے پانی کی نظر ہو جاتے ہیں، اور جب انسان پانی میں ڈوب جاتا ہے تو وہاں اسے سانس لینا مشکل ہو جاتا ہے جب سانس لیتا ہے تو سانس کے ساتھ پیٹ میں اور دماغ میں

پانی چڑھ جاتا ہے اور سارے جسم میں پانی بھر جاتا ہے اور پھر سانس آنا بھی بند ہو جاتا ہے اور اس طرح تھوڑی ہی دیر میں انسان فوت ہو جاتا ہے، اور پانی میں گہری کھائیاں بھی ہوتی ہیں اور بعض جگہ دلدل اور کیچڑ بھی ہوتا ہے، ڈوبنے کے بعد انسان وہاں جا کر گندے کیچڑ میں پھنس جاتا ہے اور سانپ، مینڈک وغیرہ اس کو کاٹ کاٹ کر کچومر بنا دیتے ہیں۔

بچو اگر تم زندگی چاہتے ہو تو پانی کے ساتھ کھیل کود ہرگز بھی نہ کرو، ورنہ بے خبری میں پانی میں ڈوب کر مر جاؤ گے۔ اچھے، سمجھ دار اور عقلمند بچوں کی پہچان یہی ہے کہ وہ آئندہ کے انجام کو پہلے ہی سوچ لیتے ہیں۔

بزمِ خواتین

ابوسلمہ

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

گھر کے دروازے بند رکھئے

یہ تقریباً ایک سال پہلی کی بات ہے کہ راولپنڈی شہر میں کسی گھر کے باہر ایک خاتون نے کھڑکی سے دیکھا کہ چند سفید پوش اور ظاہری شکل وصورت سے مہذب نظر آنے والے لوگ کھڑے ہوئے ہیں، جنہوں نے کلف والے صاف، ستھرے کپڑے پہن رکھے ہیں اور ہاتھوں میں موبائل بھی ہے، مذکورہ خاتون نے سمجھا کہ شاید برابر والے گھر میں بطور مہمان آئے ہیں، یہ سوچ کر مذکورہ خاتون اپنے گھریلو کام، کاج میں مصروف ہوگئی ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ برابر والے مکان سے رونے پیٹنے کی آواز آنے لگی، معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ چند سفید پوش ڈاکو گھر میں داخل ہوئے اور آناً فاناً ڈاکہ ڈال کر چلتے بنے، گھر کا دروازہ پہلے سے کھلا تھا لہٰذا دروازہ کھلوانے کی بھی زحمت نہیں کرنی پڑی، اور باہر سے دیکھنے والے سمجھتے رہے کہ شاید مہمان ہیں جو بے تکلفی سے گھر میں داخل ہورہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ دن دہاڑے کس طرح اجنبی گھر میں داخل ہوکر یہ ڈاکو لوٹ مار کر کے چلے گئے۔ اور کسی کو محسوس بھی نہیں ہوا۔

آج کل بہت سے گھرانوں کا دن بھر دروازہ چوپٹ کھلا پڑا رہتا ہے، بار بار آمدورفت کی وجہ سے دروازہ بند کرنے اور کنڈی لگانے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی، خواتین اپنے گھروں کے کام کاج میں مصروف ہوتی ہیں اور مرد حضرات اپنے کاروباری مشاغل کے لئے چلے جاتے ہیں، اس لئے ایسے گھروں میں کسی بھی اجنبی شخص کا داخل ہوکر واردات ڈالنا اور کارروائی کرنا بہت آسان ہوتا ہے، لہٰذا آج کل کے کشیدہ حالات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ گھروں کے دروازے بند رکھے جائیں اور آمدورفت کے فوراً بعد اندر سے کنڈی لگالی جائے، اور اگر کوئی دروازے پر دستک دے تب بھی بغیر تحقیق واطمینان کے فوراً دروازہ نہ کھولا جائے اگرچہ دستک دینے والی خواتین ہی کیوں نہ ہوں، چند دن پہلے اخباروں میں یہ خبر بھی شائع ہوئی تھی کہ کسی گھر کے دروزاے پر ایک خاتون نے دستک دی اور کہا کہ میں ایک مسافر خاتون ہوں اور نماز پڑھنا چاہتی ہوں لہٰذا مجھے وضو اور نماز کا موقع فراہم کردیا جائے، گھر کی خواتین نے یہ سمجھ کر کہ ثواب

Idara Ghufran

کا کام ہے، اس عورت کو اندر بلالیا اور اس کے لئے وضو اور نماز کا بندوبست کیا، خاتون نے بڑے آرام سے نماز پڑھی اور سلام پھیرنے کے بعد اپنے گلے میں سے دوپٹہ اتار پھینکا اور زور زور سے جھومنا اور پاگلوں والی حرکتیں کرنا شروع کر دیں، گھر والوں کی اچانک خاتون کے سینے پر نظر پڑی، جہاں ایک کتبہ لٹکا ہوا تھا اور اس پر لکھا ہوا تھا کہ ''یہ خاتون ذہنی مریضہ ہے جن کسی صاحب کو ملے وہ کتبے پر درج شدہ فون نمبر پر فوری اطلاع کر دیں اور پتہ بتلا دیں تاکہ گھر والے ان کو خود آ کر لیجائیں''، گھر کی خواتین نے جلدی سے مذکورہ نمبر پر فون کر کے اطلاع دی اور اپنے گھر کا خود ہی پتہ بتلایا، تھوڑی دیر بعد چند حضرات اس خاتون کو لینے کے بہانے اس گھر میں پہنچ گئے اور گھر میں داخل ہوتے ہیں اسلحہ لہرا کر سب گھر کی خواتین کو یرغمال بنالیا۔

اب یہ پاگل خاتون بھی صحیح وسلامت محسوس ہونے لگی، اس خاتون سمیت تمام ڈاکوؤں نے بڑے آرام سے گھر کا سارا قیمتی سامان سمیٹا اور گھر کے باہر پہلے سے تیار شدہ کھڑی گاڑی میں لاد کر چلتے بنے، اب گھر کی خواتین کو سمجھ آیا کہ یہ سب تو ایک ڈرامہ تھا۔

دیکھئے کس چالاکی اور مکاری کے ساتھ ڈاکوؤں نے واردات ڈالی، جس کا عام حالات میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اس خاتون کو پہلے سے تمام حربے سمجھا کر گھر میں بھیجا جاتا اور جب وہ خاتون گھر میں جا کر اطمینان کر لیتی کہ یہاں پر قیمتی مال ودولت موجود ہے، اور گھر پر کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے اور حالات سازگار ہیں تو پاگلوں والی حرکتیں شروع کر دیتی اور ڈاکو فون آنے پر سمجھ لیتے کہ ڈاکے کی مناسب جگہ کا بندوبست ہو گیا ہے اس طرح وہ بھرپور تیاری کے ساتھ متعلقہ مقام پر پہنچ کر اپنا کام دکھا دیتے۔

معلوم ہوا کہ آج کل کے حالات میں بلاتحقیق کسی خاتون کو گھر میں داخل کر لینا بھی خطرے سے خالی نہیں، بعض خواتین کسی بہانے سے گھر میں داخل ہو کر خود ہی گھر کی خواتین کو اسلحہ وغیرہ کے زور پر یرغمال بنا کر اپنا کام دکھا جاتی ہیں، اور بعض اوقات شروع میں گھر کی خواتین کو کسی بہانے سے کوئی نشہ آور چیز کھلا پلا کر بے ہوش کر دیتی ہیں اور اس کے بعد آرام سے اپنا سب کام کر لیتی ہیں،

اگر کسی قسم کی واردات ہونے سے پہلے ہی احتیاط کر لی جائے اور ہمت کر کے دروازہ بند رکھنے کا اہتمام کیا جائے اور بلاتحقیق کسی کو گھر میں داخل کرنے سے پرہیز کیا جائے تو کافی حد تک خطرات وخدشات سے حفاظت ہو سکتی ہے، انسان کا کام تدبیر کا اختیار کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا ہے، تدبیر اختیار کئے

بغیر اللہ پر توکل کرنا حقیقی توکل نہیں ہے، پہلے صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک تدابیر اور اسباب کو اختیار کرنا چاہئے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ ہونا چاہئے۔

لہٰذا خواتین کو اپنے گھروں میں چوکنّا اور چوکس رہنے کی ضرورت ہے ذرا سی غفلت اور لاپرواہی کے نتیجہ میں بہت بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے، خواتین پر شرعاً بھی گھر کی حفاظت اور نگرانی لازم قرار دی گئی ہے، اگر وہ اس میں غفلت اختیار کریں گی تو شریعت کی نظروں میں بھی مجرم اور گنہگار شمار ہوں گی اور دنیا میں نقصان کے پیش آنے کا خطرہ الگ ہے، خواتین میں عام طور پر یہ مرض بھی ہوتا ہے کہ وہ دکھلاوے اور ریاکاری کے طور پر گھر کی ظاہری زیب وزینت اور بناؤ سنگھار میں بہت تکلف اختیار کرتی ہیں اور جب کسی تقریب اور محفل میں جاتی ہیں یا کسی بھی کام سے گھر سے باہر نکلتی ہیں تو قیمتی لباس اور زیور پہن کر اور بے پردہ ہو کر نکلتی ہیں، اور پھر اپنے منہ میاں مٹھو بن کر اپنے مال ودولت کی خوب تعریف کرتی ہیں جس سے سننے اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ بہت مالدار خاتون ہے اور گھر میں بڑا ذخیرہ موجود ہے اور پھر اس کی بنیاد پر بدنیت لوگوں کی نظریں لگ جاتی ہیں اور موقع کی تلاش شروع ہوجاتی ہے، خواتین کو زیور پہننے کا بہت شوق ہوتا ہے اور وہ کئی کئی سیٹ زیورات کے جمع کر کے رکھتی ہیں اور اپنا شوق پورا کرنے کے لئے اپنے شوہروں کو ناجائز کمائی پر مجبور کر کے خود بھی گنہگار ہوتی ہیں اور اپنے شوہروں کو بھی گنہگار کرتی ہیں، اور اوپر سے اپنے پاس جمع شدہ زیورات کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرتیں، اور پھر اس کی وجہ سے اللہ کی پکڑ آجاتی ہے اور سارا زیور کسی حادثہ یا سانحہ کا شکار ہو کر دین ودنیا کے خسارے کا باعث بن جاتا ہے، اس لئے خواتین کو اس قسم کے تکلفات اور فخر ومباہات میں پڑنے سے گریز کرنا چاہئے، اور اپنے زیورات اور مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین، ثم آمین۔ ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

آپ کے دینی مسائل کا حل دارالافتاء

علمی، تحقیقی مسائل پر مشتمل سلسلہ

قسطوں کا کاروبار اور شیئرز کی خرید وفروخت

سوال (۱): قسطوں پر خرید وفروخت کی حقیقت اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، وضاحت فرمادیجئے۔
سوال (۲): شیئرز یعنی اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار کے جائز و ناجائز ہونے کی وضاحت فرمادیجئے، آج کل کئی کمپنیوں کے شیئرز فروخت ہورہے ہیں، کیا ان کی خرید وفروخت جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب (۱)......جس طرح شریعت نے انسان کو کوئی چیز نقد خریدنے اور فروخت کرنے کی اجازت دی ہے اسی طرح ادھار خرید وفروخت کرنے کی بھی اجازت دی ہے (الا ان یکون فی معاملۃ الاجل ربوًا مثل اتحاد الجنس والکیل) اور اُدھار کی صورت میں قیمت کی ادائیگی کے وقت کی تعیین کا معاملہ بھی فریقین کی باہمی رضامندی پر چھوڑا گیا ہے۔ نیز شریعت کی طرف سے کسی بھی چیز کی کوئی لگی بندھی قیمت مقرر نہیں کی گئی بلکہ قیمت کی تعیین کا معاملہ بھی فریقین کی باہمی رضامندی اور ان کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے، تاہم دھوکہ دہی اور غلط بیانی کر کے بازار میں رائج قیمت سے زیادہ حاصل کر لینے سے منع کیا گیا ہے، فروخت کرنے والے کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنی چیز نقد فروخت کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ اُدھار فروخت کرے، پھر یہ بھی جائز ہے کہ نقد مہنگے داموں پر فروخت کرے اور ادھار سستے داموں پر اور اس کے برخلاف نقد کم قیمت پر اور ادھار زیادہ قیمت پر بیچنا بھی جائز ہے اور قسطوں پر خرید وفروخت دراصل ایک طرح اُدھار کا معاملہ ہے، جس کی حقیقت یہ ہے کہ فروخت کرنے والا اپنا سامان خریدار کو اسی وقت دیدے لیکن خریدار اس چیز کی قیمت فی الحال ادا نہ کرے بلکہ وہ طے شدہ قسطوں کے مطابق اس کی قیمت ادا کرے، لہٰذا جو خرید وفروخت مذکورہ طریقے کے مطابق ہو اس کو قسطوں پر خرید وفروخت کہا جاتا ہے۔ قسطوں پر خرید وفروخت کرنا اور نقد کے مقابلہ میں ادھار کی قیمت زیادہ مقرر کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے لیکن اس کے جائز ہونے کے لئے چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ✪ جو چیز خریدنا مقصود ہو اس کے بارے میں

خریدوفروخت کرنے والے نقد یا ادھار میں سے کسی ایک شق پر اتفاق کرلیں، یعنی یہ بات طے ہوجائے کہ خریدنے والا یہ چیز ادھار خرید رہا ہے یا نقد اور اگر نقد وادھار میں سے کسی چیز پر اتفاق کئے بغیر خرید وفروخت کی جائے مثلاً فروخت کرنے والا کہے کہ یہ چیز ادھار اتنے کی بیچتا ہوں اور نقد اتنے کی، اور اس کے جواب میں خریدنے والا کہے کہ میں نے یہ چیز خرید لی ہے تو اس طرح خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ اس صورت میں کسی ایک قیمت پر اتفاق نہیں ہوا بلکہ قیمت میں شک اور تردد ہے، البتہ اگر فروخت کنندہ نے نقد وادھار اور مختلف قسطوں کے اعتبار سے قیمت بتلائی اور پھر خریدنے والے نے کسی ایک شق کو متعین کرتے ہوئے قبول کرلیا تو جائز ہے ✪ پھر ادھار کی صورت میں قیمت کی ادائیگی کا وقت اور قسطوں کی ترتیب وتفصیل بھی مقرر ہونی چاہئے اور قیمت بھی روپیوں کی شکل میں اس طرح متعین ہونی چاہئے کہ معاملہ کرتے وقت قیمت میں کوئی لچک وابہام اور کمی بیشی کا امکان باقی نہ چھوڑا جائے یعنی اس کے بعد خواہ قیمت مقررہ وقت سے پہلے ادا کردی جائے یا اس کے بعد بہرصورت اتنی ہی رقم بطور قیمت دینا طے ہو ✪ قسط مؤخر ہونے کی صورت میں کسی قسم کا جرمانہ (خواہ قیمت میں اضافے کی صورت میں ہو) عائد کرنے کی شرط نہ ہو، البتہ اگر یہ معاہدہ کرلیا جائے کہ خریدکنندہ نے قسطوں کی ادائیگی کرنے میں بلاوجہ ٹال مٹول اور کوتاہی کی تو باقی ماندہ قسطوں کی مہلت کو ختم یا کم وقت کے لئے محدود کردیا جائے گا تو یہ جائز ہے ✪ معاملہ کرتے وقت یہ شرط نہ لگائی جائے کہ فروخت شدہ چیز کی قیمت یا قسطیں مقررہ مدت سے پہلے ادا کرنے کی صورت میں طے شدہ قیمت سے کم قیمت ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ اگر معاملہ کرتے وقت اس قسم کی شرط نہیں لگائی گئی تھی، اور بعد میں اتفاق سے جلدی قسطوں کی ادائیگی کی صورت میں فروخت کنندہ رعائت کرنے پر راضی ہوجائے تو جائز ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو''اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کی قراردادیں اور سفارشات ص ۱۱۹ و ۱۳۳ و ۱۶۸'' نیز ''قسطوں پر خرید وفروخت'' مرتبہ: مفتی محمد تقی عثمانی صاحب)

الجواب (۲)...... شیئرز (حصص) یعنی اسٹاک ایکسچینج کے کاروبار کو اکثر حضرات نے درج ذیل چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے ✪ جس کمپنی کے شیئرز خریدے جارہے ہیں اس کا کُل یا اکثر کاروبار جائز اور حلال ہو یعنی وہ کمپنی شراب اور سود وغیرہ کسی ناجائز چیز کا کاروبار نہ کرتی ہو ✪ کمپنی کے تمام اثاثے صرف روپے (Liquid Assets) کی شکل میں نہ ہوں بلکہ اس کمپنی کا کاروبار حقیقت میں شروع ہوچکا ہو، اور کمپنی کے کچھ اثاثے ٹھوس اور جامد (Fixed Assets) شکل میں بھی سامنے آچکے ہوں

،اس کی مشینری وغیرہ جس کا کاروبار کرنا ہے وجود میں آچکی ہو ابھی تک صرف خیالی درجہ کی پلاننگ نہ ہو ✪ شیئرز ہولڈر کمپنی کے ساتھ نفع ونقصان دونوں میں شریک ہو اور نقصان کی صورت میں سرمایے کے تناسب کے اعتبار سے شرکت ہو، یعنی سرمائے کے تناسب سے نقصان میں شرکت ہونی چاہیئے ✪ نفع فی صد کے اعتبار سے طے ہو، یعنی نفع کی ماہانہ یا سالانہ کوئی متعین رقم نفع کے طور پر طے نہ کی گئی ہو بلکہ فیصد کے اعتبار سے نفع مقرر کیا گیا ہو مثلاً جو نفع اس کاروبار سے حاصل ہوگا اس کا اتنا فیصد کمپنی اور اتنا فیصد شیئرز ہولڈر کا ہوگا ✪ شیئرز خریدنے والا اس ارادہ سے شیئرز خریدے کہ وہ کمپنی کو ناجائز اور حرام معاملات کرنے سے زبانی وتحریری طور پر ہر طرح منع کرے گا ،اور خصوصاً کمپنی کی سالانہ میٹنگ اور اجلاس A.G.M(Annaual General Meeting) میں اس کے خلاف آواز اٹھائے گا ، پھر شیئرز خریدنے کے بعد اس پر ایسا کرنا لازم بھی ہوگا ✪ جب کمپنی سے سالانہ نفع (ڈیویڈنڈ Dividend) وصول ہو تو بیلنس شیٹ اور انکم اسٹیٹ منٹ (Income Statment) میں دیکھا جائے کہ کتنا فیصد سرمایہ کمپنی نے ناجائز کام میں لگا کر حاصل کیا ہے ،اور پھر حساب لگا کر اتنا فیصد اپنے حاصل شدہ نفع میں سے بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کردے ✪ اگر شیئرز بک کروالئے ہیں لیکن ابھی تک کلیئرنس سرٹیفیکیٹ قبضہ میں نہیں آئے تو بک کروائے ہوئے شیئرز آگے فروخت کرنا جائز نہیں ✪ شیئرز کی ایسی خرید وفروخت جس میں شیئرز لینا دینا مقصود نہ ہو بلکہ فیوچر سیل (Future Sale) کے طور پر صرف نقصان برابر کر کے نفع کمانا مقصود ہو تو یہ بھی شرعاً ناجائز ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''اسلامی فقہ اکیڈمی ہند کے اہم فقہی فیصلے'' ص ۹۷، ورسالہ ''شیئرز کی خرید وفروخت'' از مفتی تقی عثمانی صاحب) لیکن اولاً تو آج کل عام طور پر ان تمام شرائط کا لحاظ مشکل ہے، دوسرے بعض حضرات نے اسٹاک ایکسچینج کمپنیوں میں کچھ مزید خرابیاں بھی ملاحظہ کی ہیں، اس لئے انہوں نے مذکورہ شرائط کے ہوتے ہوئے بھی شیئرز کی خرید وفروخت کو جائز قرار نہیں دیا (ملاحظہ ہو ''رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی اسلامک فقہ اکیڈمی کے فقہی فیصلے'' ص ۲۲۶، ۲۶۷، اور ''تجارت کے اسلامی اصول'' مصنفہ مولانا مفتی عبدالواحد صاحب، لاہور) اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ آج کل کی عام کمپنی کے شیئرز خریدنے سے پرہیز کیا جائے ، البتہ کوئی ضرورت ومجبوری ہو تو پہلے حضرات کی تحقیق پر مذکورہ شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے عمل کیا جائے تو کوئی گناہ بھی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔ محمد یونس ۱۴۲۵/۶/۴ھ ۔ دارالافتاء والاصلاح: ادارہ غفران راولپنڈی۔ الجواب صحیح محمد رضوان ۔ ۱۴۲۵/۶/۵ھ

کیاآپ جانتے ہیں؟ م۔ر۔ن

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

نامحرم عورت کے جنازے کو کندھا دینا

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ نامحرم عورت کے جنازے کو کندھا نہیں دینا چاہئے حالانکہ شرعاً نامحرم عورت کے جنازے کو کندھا دینا منع نہیں بلکہ جائز اور عبادت ہے، شوہر بھی اپنی بیوی کے جنازے کو کندھا دے سکتا ہے اور عام لوگ بھی اجنبی عورت کے جنازہ کو کندھا دے سکتے ہیں۔

۷۸۶ کی شرعی حیثیت

۷۸۶ کا عدد ابجد کے فن کے لحاظ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروف کے اعداد کا مجمع ہے، اور ابجد ایک مستقل فن ہے، جس میں عربی کے ہر حرف کا ایک عدد ہوتا ہے، مگر ۷۸۶ کا یہ عدد نہ تو بذاتِ خود بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور نہ ہی صرف اس کے لکھنے، پڑھنے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سنت ادا ہوتی ہے، اس لئے اگر کوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سنت اور برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ یا تو زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے یا پھر لکھے، اگر لکھتے وقت ان مذکورہ دونوں طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ پر بھی عمل کرلیا تو سنت ادا ہوجائے گی، اس لئے اصل تو یہی ہے کہ جب کوئی کتاب، مضمون یا خط وغیرہ لکھا جائے اور وہ مضمون بھی خلافِ شریعت نہ ہو تو یا تو زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے یا پھر تحریر کی جائے، اور صرف ۷۸۶ لکھنا کافی نہ ہوگا، البتہ اگر کسی مضمون کی بے ادبی کا خطرہ ہو تو ۷۸۶ لکھنے کے ساتھ ساتھ زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لی جائے، اس سے سنت بھی ادا ہوجائے گی اور بے ادبی سے بھی حفاظت رہے گی۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آج کل عام طور پر صرف ۷۸۶ لکھنے کا جو رواج ہے اور اسی کو حقیقی بسم اللہ سمجھ لیا گیا ہے یہ غلط ہے۔

بوسیدہ قرآن مجید و اوراق کا کیا کریں؟

قرآن مجید کے جو نسخے یا جو اوراق استفادہ کے قابل نہ رہے ہوں ان کو بے ادبی سے بچانے کا ایک طریقہ

یہ ہے کہ ان کو کسی پاک کپڑے یا موم جامے وغیرہ میں لپیٹ کر کسی صاف جگہ زمین میں اس طرح دفن کر دیں کہ ان پر گندگی نہ پڑے اور اوپر سے لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو، اس پر اگر عمل کرنا مشکل ہو تو دوسری صورت یہ ہے کہ ان کو کسی پاک بوری یا پلاسٹک کے لفافہ وغیرہ میں بند کر کے اور کوئی وزنی صاف پتھر وغیرہ ساتھ رکھ کر کسی پاک وصاف دریا وغیرہ میں ڈال دیں، تا کہ وہ پانی میں بیٹھ جائیں اور کنارے وغیرہ پر منتشر ہو کر نہ آئیں اور اگر کسی جگہ یا کسی وقت مذکورہ دونوں صورتوں پر عمل کرنا مشکل ہو تو ایسی مجبوری میں ایک تیسری صورت یہ ہے کہ بے ادبی سے بچانے کے لئے قرآن مجید کے الفاظ پر پہلے کوئی پاک سیاہی یا رنگ وغیرہ پھیر دیں تا کہ الفاظ واضح نظر نہ آئیں اور اس کے بعد ان اوراق یا نسخوں کو جلا کر ان کی راکھ محفوظ جگہ دفن کر دیں، اور زیادہ مقدار ہونے کی وجہ سے الفاظوں کے نقوش پر روشنائی وغیرہ پھیرنا مشکل ہو تو ویسے ہی جلا کر دفن کرنے کی بھی بعض حضرات نے گنجائش دی ہے بشرطیکہ کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو۔

دشمنی بصورتِ دوستی

آج کل ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے اور ظاہری دوستی بھی حقیقی دشمنی کا پیش خیمہ ثابت ہو رہی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ الٰہی آبرو رکھنا بڑا نازک زمانہ ہے دلوں میں خار رکھتے ہیں بظاہر دوستانہ ہے آج کل کے دوست عام طور پر اوپر اوپر سے تو ہمدرد محسوس ہوتے ہیں مگر اندر ہی اندر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کل عموماً دوستی مطلب اور غرض پرستی تک محدود ہو کر رہ گئی ہے، جب تک مطلب نکلتا اور غرض پوری ہوتی نظر آتی ہے اس وقت تک تو دوستی کا سلسلہ قائم رہتا ہے لیکن جوں ہی مطلب نکل آیا اور غرض پوری ہوگئی۔ فوراً طوطا چشمی کرتے ہوئے آنکھیں پلٹ لی جاتی ہیں۔ اور کیونکہ دوستی کے باعث ایک دوسرے کے رازوں اور اندرونی حالات و معاملات سے واقفیت حاصل ہو جایا کرتی ہے اس لئے دوسرے کو تکلیف پہنچانا بہت آسان ہوتا ہے۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں کہ دوستوں میں باہمی رنجش ہوگئی اور دوستی کے بہانے کسی جگہ لے جا کر کام تمام کر دیا اور کسی کو محسوس بھی نہ ہونے دیا گیا، لہٰذا آج کل کی نری دوستی سے اپنے آپ کو بچانے میں ہی عافیت معلوم ہوتی ہے، بعض بزرگانِ دین کا مقولہ ہے کہ ”نہ تو کسی سے ایسا تعلق رکھا جائے جو کشیدگی کا باعث بنے اور نہ ایسا کہ کشش کا ذریعہ بنے“ اعتدال پر رہنے کی ضرورت ہے، نہ کشیدگی ہو اور نہ کشش۔

حیرت کدہ مولانا محمد امجد

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

مصائبِ دنیا، قحط، زلزلے اور وبائیں

انقلابات اور حوادث اس دنیا کی زندگی کا لازمی حصہ ہیں، دنیا کے ان حوادث وتغیرات سے بلاتخصیص مومن وکافر ہر فرد بشر کو گزرنا پڑتا ہے، انفرادی واجتماعی زندگی کے ہر دو مرحلوں میں انسان خوشی وغمی، راحت وآفت کے مختلف ومتضاد حالات کے الٹ پھیر میں الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

دنیا کے یہ مصائب ومشکلات اکثر وبیشتر خود انسان کے اپنے کیئے کا پھل اور نتیجہ اور قدرت کے قانون مکافاتِ عمل کا حصہ ہوتے ہیں، اگرچہ بہت سے گناہوں اور خطاؤں کو تو اللہ تعالیٰ معاف ہی فرما دیتے ہیں اگر سب گناہوں اور خطاؤں پر یا بالفاظ دیگر نظام فطرت سے بغاوت اور شرف انسانیت سے گراوٹ کی ہر بات پر اللہ تعالیٰ گرفت فرماتے اور مکافاتِ عمل کا قانون جاری فرماتے تو یہ ہنستی بستی دنیا پلک جھپکنے کی دیر میں ہی نیست ونابود ہو جاتی اور زندگی کے سارے ہنگامے اور چہل پہل چشم زدن میں ٹھنڈے پڑ جاتے۔

نیک لوگوں پر دنیا کی یہ سختیاں اور تنگیاں بطور آزمائش اور درجات کی بلندی کے لئے بھی ڈالی جاتی ہیں اور جو جتنا اللہ کا مقرب ہوتا ہے اس اعتبار سے زیادہ آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے۔

بعض دفعہ لوگوں اور علاقوں میں عام فساد اور خرابیاں پھیل جانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عام عذاب کسی بھی شکل میں مسلط ہو جاتا ہے جس کی زد میں اچھے برے، نیک وبد سب ہی آ جاتے ہیں، لیکن مجرموں اور بروں کے لئے یہ وبال بطور عذاب کے پیش آتا ہے اور نیکوکار لوگوں کے لئے ایک دنیوی مصیبت کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کو اجر وثواب ملتا ہے۔ اور پھر قیامت کے دن اچھے اور بروں کے ساتھ الگ الگ ان کے اعمال کے اعتبار سے معاملہ ہوگا۔

پھر عذاب الٰہی کی بھی مختلف شکلیں ہیں۔ آسمانی عذاب، زمینی عذاب۔ جیسے بارشوں کا رک جانا، بارشوں کا بہت زیادہ ہونا (جس سے جان ومال، اسباب وجائیداد غرقاب ہو جائیں) زلزلوں کا آنا، آندھی، طوفان وغیرہ کا آنا، زمین کا پیداوار نہ دینا، دشمنوں کا مسلط ہو کر عزت والوں کو ذلیل کرنا، تاج وتخت اچھالنا، ملکوں

کے جغرافیے بدل ڈالنا اور قوموں کی تاریخ وتہذیب کو الٹ پلٹ دینا اور تمدن ومعاشرت اور تجارت وکاروبار کو ملیامیٹ کردینا، افراد واشخاص کا آپس میں بھڑ جانا اور ایک دوسرے کی جان ومال کو غارت کرنا، اور عزت وآبرو کو پانی کی طرح بہانا، اور عذاب کے وسیع مفہوم میں مختلف بدعملیوں کے دنیوی نتائج بھی شامل ہیں، مثلاً اولاد کی صحیح پرورش وتربیت نہ کرنے کے نتیجے میں اولاد کا نافرمان اور آوارہ وبدچلن ہونا اور خود ماں باپ کے لئے وبال جان بن جانا اور اس کڑھن میں ان کی زندگی سے سکھ چین رخصت ہوجانا۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض وواجبات کو ضائع کرنے کی وجہ سے، جان ومال، عمر واوقات سے برکت اٹھ جانا (مثلاً مال سے متعلق مالی حقوق زکوٰۃ وغیرہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے یا حرام ذرائع سے مال کمانے کی وجہ سے برکت اٹھ جاتی ہے، نماز ضائع کرنے اور اللہ کی یاد سے غافل ہونے کی وجہ سے دل کا چین سکون رخصت ہوجاتا ہے، زندگی میں کوئی خوشگواری ومزیداری اور راحت واطمینان نہیں رہتا۔ اور پھر شراب وکباب اور شباب وغیرہ مختلف مصنوعی اور غیر فطری ذرائع سے زندگی کو رنگین اور پرلطف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے آدمی دنیا وآخرت میں مزید اللہ کے غضب اور عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔ قدرت ہوتے ہوئے نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہ کرنا بھی عذاب نازل ہونے کا سبب ہے۔

مکافاتِ عمل کا قانون اور برے اعمال کے نتائج بد کو قرآن مجید میں گزشتہ ملتوں اور امتوں کے قصص وواقعات اور حکایات کے ضمن میں بہت تفصیل سے جابجا واضح کیا گیا ہے۔ مختلف افراد واقوام کی بڑی اور چھوٹی بدعملیوں کو ایک ایک کرکے ذکر فرمایا گیا پھر ان پر فرد جرم عائد کرکے ان بداعمالیوں (کفر، شرک، فسق، فطرت سے بغاوت، انبیاء کی مخالفت وغیرہ) کے نتیجے میں ان پر مسلط ہونے والے زمینی یا آسمانی عذاب کا ذکر فرما کر پچھلوں کو بایں الفاظ دعوت عبرت وبصیرت دی:

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ: اے عقل وبصیرت والو! ان واقعات سے عبرت پکڑو۔

یعنی آئندہ بھی ان اعمال کے یہی نتائج نکلیں گے کیونکہ فطرت کے ضابطے اٹل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قوانین زمان ومکان اور اشخاص وافراد اور ملل واقوام کے بدلنے سے متغیر نہیں ہوا کرتے۔ قرآن میں قوانین فطرت کے اس استحکام ودوام کو بایں الفاظ بیان فرمایا گیا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا (سورہ فاطر)

اے مخاطب! تو اللہ کے دستور اور قانون میں کوئی تغیر وتبدل نہ پائے گا اور ہاں اے مخاطب! تو اللہ کے

ضابطہ اور منشور کو ٹلنے والا نہ پائے گا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش یا عذاب کے بعض واقعات تاریخ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)...... ۱۸ھ میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بارش کا ایسا قحط پڑا کہ ہوا میں بجائے غبار کے راکھ اڑتی نظر آتی تھی اس لئے اس سال کا نام عام الرماد ہو گیا یعنی راکھ والا سال، وحشی جانور بھوک پیاس سے عاجز ہو کر انسانوں کے پاس آجاتے تھے، اس قحط میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ عہد کر لیا تھا کہ گھی دودھ اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک قحط دور نہ ہو جائے اور عام مسلمانوں کو بھی یہ چیزیں میسر نہ آجائیں۔

(۲)...... ۶۴ھ میں بصرہ میں ایسا طاعون آیا کہ وہاں کے حاکم کی والدہ کا انتقال ہوا تو اس کی والدہ کا جنازہ اٹھانے کے لئے چار آدمی بھی نہ ملے۔

(۳)...... ۸۸ھ میں مقام دونیل (موصل کے قریب ایک شہر) میں زلزلہ آیا صبح کو دیکھا گیا تو شہر کا اکثر حصہ خاک کا ڈھیر ہو چکا تھا، گری ہوئی عمارتوں کے نیچے سے ایک لاکھ پچاس آدمی مردہ نکالے گئے۔

(۴)...... ۹۴ھ میں زلزلہ آیا چالیس روز تک جاری رہا اور بڑے بڑے مکانات گر گئے اور شہر انطا کیہ بالکل منہدم ہو گیا۔

(۵)...... ۹۶ھ میں طاعون جارف کا واقعہ پیش آیا، جس میں تین دن کے اندر ستر ہزار آدمی ہلاک ہوئے اسی طاعون میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعد سے لڑکے مبتلا ہو کر انتقال کر گئے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کل اولاد سو سے کچھ زائد تھی) اس واقعہ میں مرنے والوں کو قبرستان تک لے جانا اور قبر میں دفن کرنا ناممکن ہو گیا تھا، اس لئے جب سارے گھر والے مر جاتے تو سب کو ایک کوٹھے میں بند کر کے اس کا دروازہ اینٹ گارے سے بند کر دیا جاتا تھا۔

(۶)...... ۱۲۱ھ میں طاعون آیا تو پہلے دن ستر ہزار، دوسرے دن میں ستر ہزار سے کچھ زائد ہلاک ہوئے اور تیسرے دن سب آدمی ٹھنڈے ہو گئے۔

(۷)...... ۲۳۳ھ میں شہر موطہ زلزلہ سے الٹا ہو گیا اور سارے شہر میں سوائے ایک آدمی کے کوئی باقی نہ رہا اس کے قریب قریب انطا کیہ میں پھر زلزلہ آیا تو بیس ہزار آدمی ہلاک ہو گئے۔

(۸)...... ۲۳۴ھ میں بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، عبدان، ہواز، ہمدان میں ایک ایسی سخت تیز ہوا چلی کہ

کھیتیاں جل گئیں، بازار بند ہوگئے، باون روز تک یہی ہوا چلتی رہی۔

(۹)......۲۳۸ھ میں طاہر بن عبداللہ نے خلیفۂ وقت امیر المؤمنین متوکل باللہ کے دربار میں ایک پتھر بھیجا جو طبرستان کے اطراف میں آسمان سے گرا تھا جس کا وزن آٹھ سو چالیس درہم کے برابر تھا اور گر کر زمین میں پانچ ہاتھ تک گھستا چلا گیا، اس کے گرنے کا دھماکہ بارہ بارہ میل تک سنا گیا۔

(۱۰)...... ۲۴۰ھ میں ایک ہوا بلادِ ترک سے نکلی جو مرو میں پہنچی تو ایک بڑی خلقت کو زکام کے ذریعہ ہلاک کر دیا پھر نیشا پور اور رَے میں پہنچی تو بخار اور کھانسی سے بہت لوگوں کو ہلاک کیا، اور بلادِ مغرب سے خطوط آئے کہ قیروان کی بستیوں میں سے تیرہ بستیاں زمین میں دھنس گئیں اور سوائے دو آدمیوں کے کوئی نہیں بچا اور یہ بچنے والے بھی بالکل سیاہ رنگ ہوگئے تھے، جب شہر قیروان میں آئے تو لوگوں نے ان کو نکالا کہ تم عذاب الٰہی میں گرفتار ہو، حاکم شہر نے ان کے لئے شہر سے باہر مکان بنوا دیا۔

(۱۱)...... ۲۴۱ھ میں وامغان میں زلزلہ آیا، پچیس ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور یمن میں ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کی جگہ چلا گیا اور حلب میں ایک جانور کوے سے بڑا اور گدھ سے چھوٹا ایک درخت پر آکر ٹھہرا اور چالیس مرتبہ یہ آواز دی ''اتقوا اللہ، اللہ، اللہ، یعنی اللہ سے ڈرو، اللہ، اللہ۔ چالیس آوازیں دے کر اڑ گیا پھر اگلے دن آیا اور اسی طرح چالیس آوازیں دیں، حاکم شہر نے اس واقعہ کو لکھا اور پانچ سو آدمیوں کی جنہوں نے یہ آواز سنی تھی اس پر گواہی کرائی۔

(۱۲)...... ۲۴۵ھ میں انطاکیہ میں زلزلہ آیا جس سے ڈیڑھ ہزار مکانات منہدم ہوگئے، اور اہل انطاکیہ گھروں، روشندانوں اور دریچوں سے نہایت خوفناک آوازیں سنتے تھے اور علاقہ تنیس میں نہایت ہیبت ناک آوازیں سنی گئیں جو بہت عرصہ تک باقی رہیں جس سے بڑی خلقت ہلاک ہوگئی۔

(۱۳)......۲۴۵ھ میں ایک بستی پر سیاہ وسفید پتھروں کی بارش ہوئی۔

(۱۴)......۳۱۹ھ میں حجاج کا ایک قافلہ راستہ گم کرکے کسی طرف جا نکلا وہاں بہت سے آدمی پتھر بنے ہوئے دیکھے اور ایک عورت پتھر کے تنور پر کھڑی ہوئی دیکھی اور تنور میں جو روٹی تھی وہ بھی پتھر کی ہوگئی۔

(۱۵)...... ۳۳۴ھ میں ایسا قحط پڑا کہ مردار جانور کھائے جانے لگے اور چند روٹیوں کے بدلے بڑی جائیدادیں فروخت کر دی گئیں، معزالدولہ امیر وقت کے لئے بیس ہزار روپے میں ایک کُر گیہوں خریدے گئے (ایک کُر ہمارے پیمانے میں اَسی من ہوتا ہے)

(۱۶)......۴۴۸ھ میں قحط اس قدر شدید ہوا کہ پانچ سیر غلہ سات گنی (اس وقت کا ایک سکہ) اور ایک انار ایک گنی اور ایک لکڑی ایک گنی میں فروخت ہوتی تھی۔

(۱۷)...... ۴۶۲ھ میں اس قدر شدید قحط اور وبا عام ہوئی کہ آدمی آدمی کو کھانے لگے اور بادام اور شکر روپیہ کی روپیہ بھرآنے لگی اس قحط میں حاکم ایک روز اپنے گھوڑے سے ایک جگہ اترے تو تین آدمیوں نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کو ذبح کیا اور کچا گوشت کھانے لگے اس پر حاکم نے ان تینوں کو سولی چڑھادیا صبح کو دیکھا کہ ان تینوں کی صرف ہڈیاں رہ گئیں دوسرے بھوکے کھاگئے (نعوذباللہ من الآفات والحوادث)

(انتخاب از ثمرات الاوراق بحوالہ کتاب المدہش لامام ابن جوزی علیہ الرحمۃ)

یہ دنیا اے عزیزو! ایک جھولے کی سواری ہے
اترنا اور چڑھنا سب کا اس میں باری باری ہے
یہاں کی ہر خوشی ہر غم ہر اک آفت ہر اک راحت
بصیرت سے اگر دیکھو تو امر اعتباری ہے

ملے خاک میں اہل شاں کیسے کیسے مکیں ہوگئے لامکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھاگئی آسماں کیسے کیسے
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جاہے تماشہ نہیں ہے

دو بھائی یا دو بہنوں کی ایک وقت میں شادی

بہت سے لوگ دو بھائیوں یا دو بہنوں کی ایک وقت میں شادی کو معیوب یا منحوس سمجھتے ہیں اور اس سے مستقبل کے لئے بدفالی اور بدشگونی لیتے ہیں، حالانکہ اسلام میں ایک وقت میں ایک سے زیادہ بہن، بھائیوں کی شادی بیاہ اور رخصتی میں کوئی برائی، عیب یا نحوست نہیں، لہٰذا اس میں کسی عیب یا نحوست کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔ البتہ کسی مصلحت کی وجہ سے الگ الگ کرنے میں بھی حرج نہیں

طب وصحت حکیم محمد فیضان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

ہائی بلڈ پریشر (High Blood Pressure)

بلڈ پریشر دل کی بیماریوں میں سب سے زیادہ عام بیماری قرار دی جاتی ہے۔ ماہرین کے مطابق پاکستان میں گذشتہ چند سالوں سے بلڈ پریشر اور دل کی بیماریوں میں کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیا بھر میں ایک ارب افراد ہائی بلڈ پریشر کے مرض کا شکار ہیں، مطلب یہ ہوا کہ ہر چھٹا آدمی اس مہلک بیماری میں مبتلا ہے۔ بلڈ پریشر کی بیماری اس وقت وبائی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ کے رہنے والے 5 کروڑ سے بھی زیادہ لوگ ہائی بلڈ پریشر کا شکار ہیں۔ شرح اموات میں ہر آٹھویں ہلاکت اس بیماری کے سبب سے ہوتی ہے۔ جدید تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ 60 فی صد مریضوں کو اپنی اس بیماری کا علم ہی نہیں ہے، اور جن لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہیں ان میں سے بھی صرف 50 فیصد افراد ہی ایسے ہیں کہ جو باقاعدہ اس مرض کا علاج کرواتے ہیں۔ اس مرض کا اگر صحیح علاج اور دیکھ بھال نہ کی جائے تو یہ مرض دل کی باریک اور نازک شریانوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کے سبب اکثر دماغی خرابیاں، فالج، ادھرنگ، دورۂ قلب، دماغ کی رگ پھٹ جانا (Brainheamorrahge) گردوں کا فیل ہو جانا (Renalfaulre) جیسی خطرناک اور مہلک بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ اکثر 20 سال سے کم عمر کے نوجوانوں میں یہ مرض بہت کم ہوتا ہے۔ دل جب خون کو پمپ کرنے میں قدرتی انداز سے زیادہ محنت کرتا ہے تو اسے ہائی بلڈ پریشر کہتے ہیں۔ جب دل اپنے اندر جمع شدہ خون کو جسم میں واپس کرنے کے لئے سکڑتا ہے تو اس دباؤ کو (systolicpressure) ’’سیس ٹولک پریشر‘‘ کہتے ہیں، اور یہ اوپر کا پریشر کہلاتا ہے۔ خون لینے کے لئے جب دل ڈھیلا پڑتا ہے تو اس دباؤ کو ’’ڈائس ٹولک پریشر‘‘ (DiastolicPressure) کہتے ہیں اور یہ نیچے کی کم تعداد ہوتی ہے اسے نیچے کا بلڈ پریشر بھی کہتے ہیں۔ عموماً بچوں کے خون کا دباؤ 80-50 اور نوجوانوں کا 120-70 بوڑھوں کا 140-90 صحیح مانا جاتا ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر ایک شخص کے عمر کے سالوں میں 90 مزید جمع کر لئے جائیں تو اس کا کل میزان ہی ’’سیس ٹولک‘‘ پریشر ہوگا، مثلاً ایک شخص کی عمر 40 سال ہے تو 40+90 کا

جوڑ 130 ''سیس ٹولک'' پریشر ہوگا۔ عام طور سے 180-130 نارمل اور 100-140 تا 109-160 معمولی پریشر، 100-160 تا 110-180 درمیانی درجہ پریشر 100-180 تا 110-210 زیادہ پریشر کہلاتا ہے، جب کہ 110-210 سے زیادہ بہت پریشر ہوتا ہے، ایسے مریض کو انتہائی نگہداشت میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ پریشر اگر 60-100 سے کم ہو تو یہ صورت حال بھی تشویشناک ہوتی ہے۔

اسباب: دل کی شریانوں میں کولسٹرول جمع ہونے سے یہ شریانیں تنگ پڑ جاتی ہیں اور شریانوں کی لچک (الاسٹک) کم ہو جاتی ہے۔ اکثر یہ بیماری موروثی ہوتی ہے، یعنی ایک ہی خاندان کے متعدد افراد اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کبھی رنج وغم، گھبراہٹ، یا کسی پریشانی سے دل کی رفتار میں اضافہ (یعنی اختلاج قلب) ہوجاتا ہے، اس سے بھی پریشر بڑھ جاتا ہے۔ موٹاپا، چکنائی سے بھرپور غذائیں کثرت سے کھانا، تلی ہوئی چیزوں کا بکثرت استعمال، مٹھائی زیادہ کھانا، نمک کا زیادہ استعمال، چاولوں کا غذا میں زیادہ استعمال، سگریٹ نوشی کی عادت، شراب نوشی، اور کافی کا زیادہ استعمال، آنتوں اور جگر کے امراض، جوڑوں کا درد، ہائی بلڈ پریشر کا سبب ہوسکتے ہیں۔

علامات: اکثر مریضوں کو ہائی بلڈ پریشر کی کوئی علامت محسوس نہیں ہوتی بلکہ کبھی اتفاقیہ چیک اپ کرانے پر مرض کا پتہ چلتا ہے۔ عام طور سے سر بھاری رہتا ہے، اکثر سر میں درد ہوتا ہے، چکر آتے ہیں، کسی کام میں دل نہیں لگتا، مزاج چڑ چڑا ہو جاتا ہے، کھایا پیا ہضم نہیں ہوتا، بے چینی اور گھبراہٹ بڑھ جاتی ہے، چہرہ سرخ ہوتا ہے۔

علاج: اصل سبب معلوم کر کے اس کو رفع کرنے کی کوشش کریں، مثلاً کوئی ذہنی پریشانی اور تشویش ہو تو اس کا جو بھی سبب ہو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں، غصہ سے پرہیز کریں، بلکہ یہ سوچتے ہوئے کہ غصہ کرنے سے اپنی ہی صحت کا نقصان ہوگا غصہ پر کنٹرول کریں، اگر کسی موقع پر کوئی بات ناگواری کی پیش آجائے تو اس مقام سے ہٹ جائیں، اپنی کمزوریوں اور دوسروں کی اچھائیوں کو سوچیں، **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** اور لاحول پڑھیں اور عہد کرلیں کہ غصہ ہرگز نہیں کریں گے، زیادہ تیز نمک مرچ مصالحوں سے، تلی ہوئی اور مرغن غذاؤں سے حتی الامکان پرہیز کریں، سگریٹ نوشی سے گریز کریں، سگریٹ نوش حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ سگریٹ سے سکون ملتا ہے، اگر کوئی پریشانی ہوتی ہے تو سگریٹ کا استعمال زیادہ کر

دیتے ہیں، حالانکہ اس سے بلڈ پریشر میں مزید اضافہ ہوتا ہے اس عادت کو ترک کریں، شراب نوشی اور دوسرے نشوں کی عادات بھی بلڈ پریشر میں اضافہ کرتی ہیں، اور شریعت مطہرہ نے بھی ہر طرح کے نشہ سے منع کیا ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہئے، کافی (Coffee) کے زیادہ استعمال سے گریز کریں، غم اور فکر کو اپنے اوپر مسلط نہ کریں، بلکہ یہ عقیدہ پختہ بنائیں کہ ہر طرح کی خوشی اور غم سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ انشاءاللہ اس سے بہت فائدہ ہوگا، باقاعدہ علاج کسی مستند ماہر معالج سے کرانا چاہئے کیونکہ ہائی بلڈ پریشر اکثر و بیشتر کئی خطرناک بیماریوں کا سبب ہوجاتا ہے۔ واللہ اعلم

Emal:faizankhanthanvi@hotmail.com

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد

ادارہ کے شب وروز

❑......اتوار یکم جمادی الاولیٰ کو ادارہ میں شعبہ کتب کے امتحانات شروع ہوئے جو ۳/دن صبح شام دونوں وقت جاری رہے، منگل ۳/ جمادی الاولیٰ کو شعبہ تجوید، بدھ ۴/ جمادی الاولیٰ کو شعبہ ناظرہ اور جمعرات ۵/ جمادی الاولیٰ کو شعبہ حفظ کا امتحان ہوا۔ شعبہ حفظ کا امتحان استاد القراء قاری محمد یعقوب صاحب مدظلہٗ جامعہ اسلامیہ (صدر، راولپنڈی) نے لیا، شعبہ بنات کا امتحان چند دن پہلے ۲۷/ربیع الثانی کو ہوا تھا۔

❑......اتوار یکم، ۸، ۱۵، ۲۲، ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو بعد عصر حسب معمول حضرت مدیر مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہٗ کی اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں جن میں بزرگانِ دین کی تعلیمات اور ملفوظات کی روشنی میں اصلاحی بیانات ہوتے رہے، احباب مدرسہ اور طلبہ کرام کے علاوہ بیرون کے حضرات بھی شمولیت کر کے مستفید ہوتے رہے۔

❑......اتوار ۱۵/ جمادی الاولیٰ کو ماہانہ درس قرآن (برائے خواتین) کی نشست ہوئی، مولانا امجد صاحب نے درس دیا اور اتوار ۲۲/ جمادی الاولیٰ بعد مغرب ماہانہ یوم والدین کی نشست ہوئی، حضرت مدیر صاحب نے بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داریوں کے حوالے سے نہایت جامع اور مؤثر بیان فرمایا۔ اسی تقریب میں ششماہی امتحانات کے نتائج بھی سنائے گئے، نمایاں نمبروں سے کامیاب ہونے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے، اتوار ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو مولانا یونس صاحب کا مدرسہ تحفیظ القرآن للبنات پل شاہ نذر میں خواتین کے لئے خطاب ہوا۔

❑......منگل ۱۰، ۱۷، ۲۴/ جمادی الاولیٰ کو حسب معمول اساتذہ کرام اور دیگر اراکین ادارہ کے لئے اصلاحی، تربیتی نشست ہوتی رہیں، منگل ۳/ جمادی الاولیٰ کو بوجہ امتحان ودیگر مصروفیات یہ نشست نہ ہوسکی۔

❑......بدھ ۴، ۱۱، ۱۸، ۲۵/ جمادی الاولیٰ کو طلبہ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی مجالس منعقد ہوتی رہیں۔ بدھ ۲۵/ جمادی الاولیٰ کو بعد مغرب حضرت مدیر نے ادارہ غفران کے شعبہ نشرواشاعت وشعبہ کمپیوٹر کے ناظم جناب بھائی عبدالوحید صاحب کے نئے قائم کردہ پرنٹنگ پریس کا افتتاح فرمایا، اور خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔ اسی شب ماہنامہ ''التبلیغ'' کے ناظم جناب مولانا عبدالسلام صاحب اور ادارہ کے مدرس مولانا طارق محمود صاحب کو مال روڈ پر موٹر سائیکل کا حادثہ پیش آیا، اللہ تعالیٰ نے اس حادثہ میں ان کی بال بال حفاظت فرمائی۔

❑......جمعرات ۱۲، ۱۹/ جمادی الاولیٰ کو حسب معمول بزم ادب کی نشست ہوئی جن میں مختلف اساتذہ کے بیانات ہوئے، طلبہ کرام نے بھی حسب معمول تلاوت، نعت، نظم اور مضامین وغیرہ پڑھے، جمعرات ۵/ جمادی الاولیٰ کو امتحانات کے اختتام پر بعد ظہر عام تعطیل ہونے کی وجہ سے بزم نہ ہوسکی، جبکہ جمعرات ۲۶/ جمادی الاولیٰ کو حفظ کے طالب علم محمد وسیم اللہ کے تکمیل حفظ کی دعائیہ تقریب ہوئی جس میں حضرت اقدس نواب عشرت علی خان

قیصر صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لائے تھے،حضرت نے مختصر بیان فرمایا اور بعد میں دعاء فرمائی۔

❏...... بدھ ۴، ۱۸/ جمادی الاولیٰ اور ۳/ جمادی الاخریٰ کو حسب معمول پندرہ روزہ فقہی مجالس مذاکرہ منعقد ہوئیں۔ بدھ ۴/ جمادی الاولیٰ کو حضرت مدیر دامت برکاتہم اپنے اہل وعیال کے ساتھ نجی دورہ پر مانسہرہ تشریف لے گئے۔ جمعہ ۶/ جمادی الاولیٰ کو واپسی ہوئی،اس سفر میں محمد امجد بھی ہمرکاب تھے۔

❏...... جمعہ ۶، ۱۳، ۲۰، ۲۷/ جمادی الاولیٰ کو حسب معمول مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار، مسجد بلال صادق آباد غزالی روڈ اور مسجد نسیم گل نور ہوٹل مری روڈ میں بالترتیب حضرت مدیر، مولانا محمد یونس اور مولانا امجد صاحبان کے جمعہ کے وعظ اور بعد از جمعہ دینی مسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

❏...... ہفتہ ۲۱/ جمادی الاولیٰ کی شام کو حضرت مدیر صاحب چوہڑ چوک مصریال روڈ، راولپنڈی میں مولوی محمود الحسن صاحب کے ہاں مدعو تھے (جو مدیر کے تلامذہ میں سے ہیں) وہاں تشریف لے گئے، مولوی طارق محمود صاحب اور مولوی عبدالسلام صاحب بھی ہمرکاب تھے بعد عشاء واپسی ہوئی۔

❏...... جمعہ ۲۷/ جمادی الاولیٰ کو حضرت مدیر صاحب، مفتی منظور صاحب، مولانا محمد امجد صاحب اسلام آباد حضرت اقدس نواب صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں تشریف لے گئے۔

❏...... ہفتہ ۲۹/ جمادی الاولیٰ کو حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد سے چند ماہ کے لئے کراچی تشریف لے گئے، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ اسلام آباد واپسی فرمائیں۔ آمین۔

رائے گرامی

(جناب حافظ مظفر حسین صاحب، سہارنپور، انڈیا)

(مجاز صحبت حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ)

ماہنامہ ''التبلیغ'' کے پہلے تین رسالے موصول ہوئے، مطالعے کے بعد بہت خوشی حاصل ہوئی۔ ماشاءاللہ سرورق بھی بہت بہترین ہے اور مضمون تو بہت ہی پسند آئے۔ اور یہ بات بھی نظر آئی کہ مسائل کی طرف خوب دھیان ہے، بلکہ ہر مضمون سے مسائل کی جھلک ملتی ہے، اللہ تعالیٰ دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ آج مدرسہ مظاہر العلوم وقف میں گیا تھا مدرسہ میں کراچی سے آیا ہوا ماہنامہ ''حق نوائے احتشام'' مطالعہ کیا، لیکن تمہارا ماہنامہ زیادہ پسند آیا۔

مظفر حسین عفی عنہ۔ ۲۲/ جون ۲۰۰۴ء دوشنبہ۔ سہارنپور، انڈیا۔

اخبارِ عالم

مولوی طارق محمود

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

✍ **21 جون (۲رجمادی الاولیٰ):** قومی اسمبلی کی نشست پر (ق) لیگ کا امیدوار کامیاب، مولانا عالم طارق دوسرے نمبر پر رہے ★ کینیڈا نے افغانستان سے اپنے فوجی نکالنے کا اعلان کردیا ★ راولپنڈی اسلام آباد: ہزاروں بچے صمد بانڈ کے نشہ کی بھینٹ چڑھ گئے، جڑواں شہروں میں صمد بانڈ کا نشہ کرنے والوں کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونے لگا ✍ **22 جون:** قصوری نٹور سنگھ ملاقات، امن کے عمل کو آگے بڑھانے پر اتفاق ✍ **23 جون:** چیچن مجاہدین کے حملے، 3 وزراء سمیت 70 ہلاک ✍ **24 جون:** پاکستان ممبئی اور بھارت کراچی میں قونصل خانہ کھولنے پر متفق ✍ **25 جون:** چیف سیکرٹری سندھ کی تبدیلی، ذمہ داریاں اسلم سنجرانی کے سپرد ★ غیر قانونی اثاثہ جات کیس، سابق وفاقی وزیر قاسم شاہ کو 4 سال قید با مشقت، ساڑھے تین کروڑ جرمانہ ✍ **26 جون:** فلسطین، یاسر عرفات نے قائد عبدالرحیم کو فلسطین کا وزیر داخلہ مقرر کردیا ✍ **27 جون:** لاہور میں پیر بنیامین رضوی ڈرائیور اور محافظ سمیت قتل ★ جمالی مستعفی، کابینہ تحلیل، شجاعت وزیر اعظم نامزد ★ فیڈرل بورڈ نے نتائج کا اعلان کر دیا 71 فیصد امیدوار کامیاب ✍ **28 جون:** فاتح قادیانیت، تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی 73 برس کی عمر میں انتقال کر گئے، عرصہ دراز سے شوگر اور گردوں کی تکلیف میں مبتلا تھے، ان کا انتقال شریف سٹی کمپلیکس لاہور میں ہوا، مولانا چنیوٹی کی زندگی کا بڑا حصہ جیلوں میں گذرا، 1953ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران 6 ماہ قید رہے، متعدد بار قید و بند سے گذرے، 3 بار پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے، 35 حج کئے، قادیانیت کے خلاف 87 ملکوں کے دورے کئے، ربوہ کا نام چناب نگر رکھوایا، مولانا الیاس چنیوٹی ان کے سیاسی جانشین ہونگے ✍ **29 جون:** مولانا منظور چنیوٹی چنیوٹ میں سپردِ خاک، جنازے میں ایک لاکھ افراد کی شرکت، نماز جنازہ ناصر الدین خاکوانی نے پڑھائی، انہیں پیر یعقوب کے پہلو میں دفنایا گیا، چنیوٹ میں بازار بالکل بند رہے ★ عراق میں اقتدار مقامی قیادت کے حوالے، امریکی فوجیں موجود رہیں گی ★ بش انتظامیہ کے لئے ایک اور دھچکا، گوانتا ناموبے میں قید افراد کی حراست کو عدالت کی طرف سے چیلنج کرنے کا اختیار مل گیا ✍ **30 جون:** سرالیون، اقوام متحدہ کا ہیلی کاپٹر تباہ، 15 پاکستانیوں سمیت 24 فوجی جاں بحق ★ شجاعت 190 ووٹ لے کر وزیر اعظم منتخب، مجلس کا بائیکاٹ، امین فہیم

کو76 ووٹ ملے ✍ **یکم جولائی:** طالبان نے زابل میں ہیلی کاپٹر مار گرایا، 13 امریکی ہلاک، کانوائے پر حملے میں 4 امریکی مارے گئے ✍ **2 جولائی:** صدام پابہ زنجیر عدالت میں پیش، فرد جرم عائد، میں عراق کا صدر ہوں اصل مجرم بش ہے، صدام کا بیان ★ افغانستان: پکتیکا میں طالبان نے مشہور امریکی کمانڈر ٹونی کو ہلاک کر دیا ✍ **3 جولائی:** پاکستان آسیان ریجنل فورم کا باضابطہ رکن بن گیا ★ عراق میں اغواء پاکستانی امجد حفیظ رہا۔ ✍ **4 جولائی:** پاکستان کے معروف اور ممتاز عالمِ دین، جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد گذشتہ روز ساڑھے پانچ بجے انتقال کر گئے، مولانا ایک سال سے گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے، دورانِ تعلیم آپ نے بڑے بڑے علماء اور اکابر سے روحانی تربیت حاصل کی، زندگی میں کئی کتب لکھیں، 1930ء میں قصبہ روشن والا فیصل آباد میں پیدا ہوئے، 30 سال تک حدیث کی مشہور کتاب صحیح بخاری کا درس دیا، ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد اندرون و بیرون ملک پھیلے ہوئے ہیں، جنازے میں کثیر تعداد میں تاجروں اور سیاسی رہنماؤں کی شرکت، مفتی طیب صاحب جامعہ امدادیہ کے مہتمم اور مولانا زاہد صاحب نائب مہتمم مقرر ★ سابق وزیر اعظم جمالی اہلِ خانہ اور سامان کے ہمراہ راولپنڈی ریلوے سٹیشن سے کوئٹہ ایکسپریس کے ذریعے جیکب آباد کے لئے روانہ ✍ **5 جولائی:** آج صبح راولپنڈی شہر کے پرانے بزرگ، جامع مسجد گل کے خطیب اور مدرسۃ البنات خدیجۃ الکبریٰ محلّہ کرتار پورہ کے بانی و مہتمم جناب مولانا انور شاہ صاحب انتقال کر گئے، بعد نماز عشاء جنازہ ادا کیا گیا ★ کراچی: ایک ہی خاندان کے 5 افراد سمندر میں ڈوب گئے، ڈوبنے والوں میں کم عمر بچے بھی شامل ہیں، لاشوں کی تلاش جاری ✍ **6 جولائی:** اسلام آباد، جڑواں بھائیوں سمیت 4 بچے تالاب میں ڈوب گئے، نعشیں دیکھ کر ماں اور دادی بھی چل بسی ✍ **7 جولائی:** عراق، فدائی حملے میں 15 ہلاک، 2 امریکی ہیلی کاپٹر تباہ، گوریلا حملے میں 3 امریکی میرین مارے گئے ✍ **8 جولائی:** مقبوضہ کشمیر، کل جماعتی حریت کانفرس کے سربراہ عباس انصاری اپنے عہدے سے مستعفی ✍ **9 جولائی:** افغانستان سے چند ماہ قبل رہائی پانے والے 8 پاکستانی کوٹ لکھپت جیل لاہور سے رہا ✍ **10 جولائی:** فلسطین میں اسرائیلی دیوار کی تعمیر غیر قانونی ہے، عالمی عدالتِ انصاف نے غیر قانونی دیوار کو گرانے اور فلسطینیوں کو فی الفور معاوضوں کی ادائیگی کا حکم دے دیا ★ مصر کے وزیر اعظم مستعفی، کابینہ بھی توڑ دی گئی ★ راولپنڈی، کمیٹی چوک انڈر پاس کی تعمیر، قادیانی عبادت گاہ سمیت 115 دوکانیں مسمار کی جائیں گی ✍ **11 جولائی:** راولپنڈی، تفتیشی امور کا آفیسر ایس ایچ او ویسٹریج راجہ ثقلین ڈرائیور سمیت قتل ✍ **12 جولائی:** پاکستان کے جہانگیر

اشرف قاضی عراق میں اقوام متحدہ مشن کے سربراہ مقرر ✍ **13 جولائی**: سرحد میں نظامِ صلوٰۃ کے قیام کا اعلان ★ اسلام آباد، سفاک قاتل نے دوکم سن بیٹیوں، جواں بہن اور والد کوٹوکے سے قتل کردیا، والدہ، بیوی اور بھتیجا بھی زخمی ✍ **14 جولائی**: عراق میں مغوی شہری کی رہائی کے لئے فلپائن نے گھٹنے ٹیک دیے، عراق سے جلد فوجیں نکالنے کا اعلان کردیا ★ بھارت، بنگلہ دیش اور نیپال میں شدید سیلاب، ایک کروڑ سے زائد افراد بے گھر ✍ **15 جولائی**: بغداد، موصل میں فدائی حملے، گورنر سمیت 15 ہلاک ✍ **16 جولائی**: پنجاب میں لاوڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی عائد کردی گئی، جمعہ اور اذان پابندی سے مستثنیٰ، مساجد کے باہر فرقہ وارانہ لٹریچر کی تقسیم پر بھی پابندی ✍ **17 جولائی**: برطانیہ میں بے نظیر بھٹو کا سرے محل 43 لاکھ پاؤنڈ میں نیلام، رقم پاکستان حکومت کے حوالے کی جائے گی ★ گیس مہنگی، ٹیلیفون سستا، رات 12 بجے سے صبح 6 بجے تک لوکل کال فری، موبائل فون کمپنیوں کو ریلیف نہیں ملے گا ★ ہندوستان: تامل ناڈو، سکول میں آتشزدگی سے 115 طالبات جھلس کر ہلاک، 30 شدید زخمی ✍ **18 جولائی**: ڈیرہ غازی خان میں پولیس مقابلہ، کالعدم تنظیم کے سربراہ سمیت 7 افراد جاں بحق، جاں بحق ہونے والے اسامہ نذیر کے سر کی قیمت 10 لاکھ مقرر تھی ✍ **19 جولائی یکم جمادی الاخریٰ**: افغانستان سے مزید 66 پاکستانی رہا کردیے گئے ★ سعودی عرب میں 27 مطلوب افراد نے خود کو حکومت کے حوالے کردیا ✍ **20 جولائی**: سیاسی و سرکاری عہدہ ایک ساتھ رکھنے کی اجازت ★ عراق سے فلپائنی فوجیوں کا انخلاء مکمل، آخری دستہ واپس روانہ ✍ **21 جولائی**: پانی کی تقسیم، چاروں صوبے 91ء کے فارمولے پر متفق ✍ **22 جولائی**: عراق میں گھمسان کی جنگ، 10 امریکی ہلاک، ہیلی کاپٹر تباہ ★ سارک ممالک اقتصادی تعاون کو فروغ دینے پر متفق ✍ **23 جولائی**: ترکی میں ریل گاڑی کو حادثہ 140 افراد جاں بحق ★ نئی تجارتی پالیسی: دواسازی کی اشیاء پر 50 فیصد سبسڈی کی اجازت، ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد پر پابندی ختم۔